تمام حقوق ... بحق ...

إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون

ہے

شہادت القرآن

علیٰ

جمع القرآن

مؤلفہ

عطاء اللہ صاحب وکیل گجرا[ت]

Checked
1987

CTS 1995

اس میں

[قرآن م]جید کی کتابت جمعیت ترتیب حفاظت اور تکمیل وغیرہ
[امور م]تعلقہ کی نسبت صرف قرآنِ مجید کی آیات سے
[ا]ستدلال کیا گیا ہے۔

[بفر]مائش شیخ عتیق اللہ صاحب سوداگر گجرات پنجاب

سنہ ۱۹۰۷ء

پنجاب پریس سیالکوٹ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

سُبحٰنَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ

تمہید

مذہبِ اِسلام

اور

قرآنِ مجید کی اِشاعت

دُنیا کے جلیلُ القدر مذاہب میں سے اسلام آخری مذہب ہے۔ اِس کا ظہور برِّ اعظمِ ایشیا کے مُلکِ عرب میں ہوا۔ اسی مذہب نے اُس خطرناک زمانے کا خاتمہ کیا جس میں اہلِ عالَم کی عملی حالت بالکل بگڑ چکی تھی، چاروں طرف ظلمت اور ضلالت کے سوا کُچھ دکھائی نہ دیتا تھا، انسان اپنے اعمالِ بد کے حسرتناک نتیجے بُھگت رہے تھے، انسانی شرافت کے جوہر اخلاقی کثافت کی وجہ سے قریباً زائل ہو چکے تھے۔ دیکھو آیتِ ذیل

(۱) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ — خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمالِ (بد) کی وجہ سے فساد

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۳۰/۴۱ پ ۲۱ ع ۸ لہ
پھیل گیا، تاکہ اللہ اُن کے بعض اعمال کا نتیجہ اُن کو چکھائے تاکہ وہ باز آئیں

اِس مذہب کے ہادیِ برحق کا مقدس اور قابلِ احترام نام محمد رسول اللہ (علیہ سلام اللہ) ہے جس نے اللہ تعالی کے حکم سے اُس پُر آشوب زمانے میں مشعلِ ہدائت روشن کرکے دُنیا کو سلامتی کی راہیں دکھلا دیں، حسنات و برکات سے بہرہ ور کیا، نوعِ انسان کے واسطے مواعظِ الٰہی کا پُرحکمت سلسلہ جاری کیا، روحانی بیماریوں کا علاج بتلایا، صراطِ مستقیم کے آرزو مندوں کے واسطے ہدائت اور رحمت کے دروازے کھول دیئے. دیکھو آیاتِ ذیل

(۲) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ۵/۱۸ پ ۶ ع ۷

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی یعنی کتاب (ہر ایک بات کو) بیان کرنے والی آئی ہے، اللہ اس سے سلامتی کے رستوں کی اُس شخص کو ہدائت کرتا ہے جو اُس کی رضامندی چاہتا ہے اور اُن کو اپنے حکم کے ذریعے اندھیروں سے روشنی میں نکالتا ہے اور اُن کو سیدھے راستے کی ہدائت کرتا ہے.

لہ ۳۰/۴۱ = قرآن مجید کی سورت کا نمبر / پارۂ سورت کی آئت کا نمبر
پ سے پارۂ قرآن مجید اور ع سے رکوعِ پارہ مراد ہے.

(۳) يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۵ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ ۵۸ پ ۱۱ ع ۱۱	اے لوگو بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے، اور علاج اس بیماری کا جو دلوں میں ہے، اور ایمان لانے والوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے

اس ہادیِ عالم کا سلسلۂ نسب اپنے جدِّ اعلیٰ جناب ابراہیم علیہ السّلام کے خاندانِ رسالت سے بواسطۂ جناب اسماعیل علیہ السّلام ملتا ہے۔ ان دونو بزرگواروں نے مُلکِ عرب میں جس رسول کی بعثت کے واسطے دعا کی، اور جس کو جناب باری تعالےٰ نے قبولیت کا شرف بخشا، اُس کا ظہور اسی فخرِ دوعالم کے وجودِ باجود سے ہوا۔ دیکھو آیاتِ ذیل

(۴) وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ	اور جب ابراہیم کعبہ کی دیواریں اُٹھا چکا اور اسماعیل (اس کے) ساتھ تھا، (تو دونوں نے کہا) اے ہمارے رب اس کو ہم سے قبول کر بیشک تو سُننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار رکھ، اور ہماری اولاد کو اپنی فرماں بردار اُمت بنا، اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے دِکھا اور

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ ہم کو معاف کر بے شک تو
ہی بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب ان
۱۲۱ ۳ ۱۲۳ پ ۱ ع ۸
میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کر کہ ان کو تیرے
احکام سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان
کو تزکیۂ نفس کی راہ بتلائے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے

اِن آیات سے امورِ ذیل معلوم ہوتے ہیں۔

۱ بیت اللہ کی تعمیر میں جنابِ ابراہیم و اسماعیل علیہما السّلام دونوں شریک تھے۔

۲ تعمیر کے زمانے میں جنابِ اسماعیل علیہ السّلام مُکلّف تھے۔ یہ امر اُن کی اُن دعاؤں سے ظاہر ہے جو اُنہوں نے تعمیرِ بیت اللہ کے بعد مانگیں اور جن کے مانگنے کی مُکلّف ہونے کے بعد ہی ضرورت ہوتی ہے۔

۳ دونوں قابلِ ادب اجداد نے شاخِ جنابِ اسماعیل کی ذُرّیت میں اور مُلکِ عرب میں جہاں بیت اللہ کی تعمیر کی تھی ایک رسول کے مبعوث ہونے کی دعا کی۔

یہ بیت اللہ جس کی تعمیر کرنے والے دو اولو العزم رسول باپ بیٹا تھے اور جس کو اوّل بنا کے وقت ہی مرجع عالم قرار دینا منظور تھا اس کی عزّت مُلکِ عرب کے شہرِ مکّہ کو حاصل ہوئی دیکھو آیتِ ذیل

(۵) إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ بے شک پہلا گھر جو لوگوں
لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا کے لئے (اللہ کی عبادت کرنے
وَّهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ○ فِيهِ کو) بنایا گیا ہے وہ ہے جو

اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ مکہ میں ہے، مبارک اور (موجب)
۳/۹۶ پ ۴ ع ۱ ہدایت ہے اہل عالم کے لیئے
اُس میں صریح نشانیاں ہیں
مقامِ ابراہیم کی۔

اس دعاء کے قبول ہونے پر برکاتِ آسمانی کے نزول کے واسطے جنابِ ابراہیم علیہ السّلام نے وادیِٔ مکہ میں اسی بیت اللہ کے قریب ایک مقام پر اپنی پیاری اولاد کو آباد کیا تاکہ بُت پرستی دُور ہو اور اُس کی جگہ عبادتِ الٰہی کا سلسلہ مستقل طور پہ قائم ہو۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۶) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ ۱۴/۳۵ پ ۱۳ ع ۱۸

اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب کر دے اس شہر (مکہ) کو امن والا، اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بُتوں کی پرستش سے الگ رکھ۔

(۷) رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ الخ ۱۴/۳۷ پ ۱۳ ع ۱۸

اے ہمارے رب بے شک میں نے اپنی بعض اولاد کو بن کھیتی کے میدان میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس آباد کیا ہے، اے ہمارے رب (اِس آبادی کی غرض یہ ہے) کہ وہ صلوٰۃ قائم رکھیں۔

اِن آیات میں امور ذیل بتلائے گئے ہیں۔

۱ جنابِ ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی بعض اولاد کو وادیِٔ مکہ میں آباد کیا۔

۲ آبادی کا موقع بیت اللہ کے متّصل تھا جس کو دونوں

بزرگوں نے مل کر تعمیر کیا تھا۔

۳ آبادی کی غرض یہ تھی کہ تعمیر بیت اللہ کے بعد بت پرستی کی جگہ خالص ربّ العالمین کے حضور میں مستقل سلسلہ ادائے صلوٰۃ قائم ہو۔

دونوں برگزیدہ رسول اس امر کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتے رہے جس کی کیفیت آیاتِ ذیل سے معلوم ہوتی ہے۔

(۸) رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ $\frac{۴۰}{۱۴}$ پ ۱۳ ع ۱۹

اے میرے رب مجھ کو صلوٰۃ قائم رکھنے والا کر، اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔

(۹) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ $\frac{۱۹}{۵۶}$ پ ۱۶ ع ۳

اور کتاب میں (اے رسول) اسماعیل کا حال یاد کر بے شک وہ وعدے کا سچا تھا، اور رسول نبی تھا، اور اپنے اہل کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔

آیت نمبر (۸) میں جنابِ ابراہیم علیہ السّلام کی دعا ہے کہ جس اقامتِ صلوٰۃ کی خدمت پر وہ مامور ہیں اس پر وہ اور ان کی اولاد استقلال سے قائم رہے۔

آیت نمبر (۹) میں ہے کہ جنابِ اسماعیل علیہ السّلام نے اپنے قابلِ احترام باپ کی منشاء کو پورا کیا اور اپنے تابعین کو ہمیشہ ادائے صلوٰۃ کا حکم دیتے رہے۔ سلہ

چونکہ رسولِ موعود کی بعثت اِسی مُلک اور اِسی ذُرّیّت (اولاد) میں مقدّر تھی جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے اِس واسطے چشمۂ ہدائت کے اُبلنے کا مقام بھی مُلکِ عرب میں ربُّ النّاس کا معبدِ اوّل ہی قرار پایا اور نورِ ہدائت بھی عربی زبان میں جلوہ افروز ہوا اور دعا مندرجۂ آئت نمبر (۴) کی قبولیت کا اُسی شکل میں اعلان کیا گیا جس میں وہ بیت اللہ کی تعمیر ہو جانے کے وقت مانگی گئی تھی۔ دیکھو آئتِ ذیل۔

(۱۰) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۳/۱۵۸

بے شک اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جب اُن میں اُنہیں میں سے رسول بھیجا ہے جو اُن کو اللہ کے احکام پڑھ سناتا ہے اور اُن کو تزکیۂ نفس کی راہ بتلاتا ہے اور اُن کو

سلہ خاندانِ حضرتِ ابراہیم کے آفتاب جنابِ رسالت مآب کو بھی نہائت استقلال سے اسی اہم خدمت کے انجام دینے کا حکم ہوا۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۲۰/۱۳۲ پ ۱۶ ع ۱۷

اور (اے رسول) اپنے اہل کو صلوٰۃ قائم رکھنے کا حکم دے اور اس پر صبر کر

(۲) اُتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۲۹/۴۴ پ ۲۰ ع ۱

پڑھ سنا کتاب سے جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے اور قائم رکھ صلوٰۃ بے شک صلوٰۃ بُرائیوں سے اور بُت پرستی سے روکتی ہے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

پ ۴ ع ۷

کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے
اور بے شک وہ اس سے پہلے
کھلی گمراہی میں تھے ۔

انبیاءِ سابقین کے ذریعے دُنیا کو اِسی رسالت کی بشارت مِل چکی تھی چنانچہ ظہورِ اسلام کے مبارک زمانے میں اُن جماعتوں کو جو آسمانی مذاہب کی پابند تھیں اُن بشارات کی طرف توجّہ دلائی گئی جو پہلے نبیوں کی کتابوں میں اِسی رسالتِ عظیمہ کے حق میں مرقوم تھیں دیکھو آیاتِ ذیل ۔

(۱۱) وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ○ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ ۲۶ / ۱۹۲-۱۹۹
پ ۱۹ ع ۱۶ ۔

اور یہ تنزیل قرآن رب العلمین کی ہے اِس کو روح الامین تیرے قلب پر لایا ہے تاکہ تو آگاہ کرنے والوں میں سے ہو عربی بیان کرنے والی زبان میں اور بے شک یہہ پہلے نبیوں کی کتابوں میں مرقوم ہے کیا اِن لوگوں کے واسطے نشان نہیں ہے کہ اِس امر کو بنی اسرائیل کے عالِم جانتے ہیں اور اگر ہم اِس قرآن کو کسی عجمی پر نازل کرتے پھر وہ اِس کو اِنہیں پڑھ سناتا یہ لوگ اس کو نہ مانتے ۔

اِن آیات سے امورِ ذیل کا انکشاف ہوتا ہے ۔

۱ قرآنِ مجید ایسی روح کے ذریعے سے جنابِ خاتم النبیّین
کے قلب پر نازل ہوا ہے جو امین تھی

۲ قرآنِ مجید کی اصلی زبان عربی ہے اور امورِ مندرجہ کی
پوری وضاحت کرنے والی ہے۔

۳ ملکِ عرب میں جنابِ اسماعیل علیہ السّلام کی شاخ سے
رسولِ موعود کے مبعوث ہونے کا حال پہلی کتابوں میں
مرقوم ہے اور بنی اسرائیل کے علماء اس امر کو جانتے
ہیں۔

۴ ضرور تھا کہ یہ قرآنِ مجید اسی ملک اور اسی ذُرّیت
میں عربی زبان میں نازل ہو، تاکہ سلسلۂ بشارات بوجہِ
احسن پورا ہو۔

جنابِ رسولِ موعود نے حسبِ ارشادِ ربّ العالمین اپنی گزشتہ اور موجودہ زندگی کو بڑی دلیری سے ابناءِ وطن کے سامنے پیش کیا اور اس امتحان میں اُن کو آزادی سے نکتہ چینی کا موقع دیا۔ اس طریقِ عمل نے اور بھی واضح کر دیا کہ اللہ تعالےٰ کا انتخاب قابلِ گرفت نہیں ہوسکتا اور قرآنِ مجید کی تعلیم سلامت روی اور صراطِ مستقیم پر مبنی ہے جس کا بڑا کام یہ ہے کہ لوگوں کو آنے والے سخت عذاب سے جو نتائجِ اعمال کی صورت میں ظاہر ہوگا قبل از وقت متنبہ کیا جائے دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۲) اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ ۷/۱۸۳ پ ۹ ع ۱۰ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اِن کے ساتھی (رسولِ موعود) کو کچھ جنون نہیں ہے وہ تو صرف بڑی باتوں سے علانیہ آگاہ کرنے والا ہے۔

(۱۲) قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
۱۰/۱۶ پ ۱۱ ع ۱۰
(اے رسول) کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ میں اس قرآن مجید کو تمہارے سامنے پڑھتا اور نہ اللہ تم کو اس سے آگاہ کرتا، پھر میں بے شک تم میں اس سے پہلے عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں کیا تم سوچتے نہیں۔

(۱۳) قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ○
۳۴/۴۵ پ ۲۲ ع ۱۲
(اے رسول) کہہ دے میں تم کو صرف ایک امر کی نصیحت کرتا ہوں، یہ کہ تم اللہ کے لئے دو دو یا ایک ایک مل کر تیار ہو جاؤ پھر غور کرو، تمہارے ساتھی (رسولِ موعود) کو کچھ جنون نہیں وہ تو صرف بُری باتوں سے علانیہ آگاہ کرنے والا ہے۔

انجام کار نہائت واضح طور پر بتلا دیا کہ جس طرح عاملانِ قدرت (شمس و قمر و نجم) اپنی رفتار میں غلط راہ اختیار نہیں کرتے اسی طرح اس رسول کی زندگی بھی گم راہی سے محفوظ اور سرکشی سے مُبّرا ہے۔ دیکھو آئتِ ذیل۔

(۱۴) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ○
۵۳/۱-۳ پ ۲۷ ع ۲
قسم ہے نجم کی جب وہ اپنا دورہ کرتا ہے تمہارا ساتھی (رسول موعود) نہ کبھی گم راہ ہوا ہے اور نہ سرکش ہوا ہے۔

جنابِ ممدوح کے واقعی منصب کی نسبت کبھی کوئی غلط فہمی پیدا نہیں کی گئی نہ کوئی اِبہام رکھا گیا ہے، بلکہ نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا کہ یہ رسول قدرت کے خزانوں کا مالک نہیں، غیب نہیں جانتا، فرشتہ نہیں، منفعت اور مضرّت میں اِس کی ذات بھی اور اِنسانوں کی طرح اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے قوانینِ قدرت کے تابع ہے۔ اِس کا منصب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ کی وحی کے تابع ہوکر دُنیا کو بُرے کاموں کے بُرے نتائج سے آگاہ کرے اور نیک کاموں کے نیک نتائج کی خوش خبری دے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۶) قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَیَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ $\frac{۶}{۵۰}$
پ ۷ ع ۵

(اے رسول) کہہ دے مَیں تم کو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہ مَیں غیب کی باتیں جانتا ہوں نہ مَیں تم کو یہ کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں، مَیں تو صرف اُس امر کی پیروی کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی ہوئی ہے، کہہ دے کیا اندھا اور آنکھوں سے دیکھنے والا برابر ہیں کیا پھر تم غور نہیں کرتے۔ ؎

؎ اَعْمٰی اور بَصِیْرٌ کی تفسیر دوسری آئت میں حسب ذیل کی گئی ہے یعنی حقیقی بصیرت یہ ہے کہ انسان کتاب اللہ کے تابع ہو جائے۔ دیکھو آئت ذیل

(۱) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا ۔ $\frac{۶}{۱۲}$ پ ۷ ع ۱۲

بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلائل آئے ہیں پھر جسنے (انکو غور سے) دیکھا اپنے (فائدے کے) لئے دیکھا اور جو کوئی اُن سے اندھا ہوا اُس کا نقصان اُسی کو ہے

(۱۷) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۷/۱۸۷ پ ۹ ع ۱۳

(اے رسول) کہہ دے مجھ کو اپنے نفس کے واسطے بھی نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جانتا تو بہت بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھ کو کبھی دکھ نہ چھوتا میں تو صرف آگاہ کرنے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

یہ رسالت کسی قوم اور مقام کے واسطے مخصوص نہ تھی، نوعِ انسان کی ترقی اور بہبودی کی غرض سے ربّ العالمین کے اس پیغام کا تمام دُنیا کی طرف خطاب کیا گیا۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۸) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

۷/۱۵۸ پ ۹ ع ۶

کہہ دے (اے رسول) بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (پیغام پہنچانے والا) ہوں۔

(۱۹) تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ○ ۲۵/۱ پ ۱۸ ع ۱۶

بہت برکت والا وہ اللہ ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ وہ دُنیا کو آگاہ کرنے والا ہو۔

(۲۰) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۳۴/۲۸ پ ۲۲ ع ۹

اور (اے رسول) ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر سب لوگوں کو بشارت دینے والا اور آگاہ کرنے والا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

اسی مقصدِ عظیم کی وجہ سے جنابِ ممدوح کو ختمِ نبوّت کی خلعتِ فاخرہ سے ممتاز فرمایا گیا اور ایک جامع قانون عطا فرما کر سلسلۂ نبوّت کو ہمیشہ کے واسطے یہ کہہ کر ختم کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ جیسا انسان کے گزشتہ حالات سے آگاہ ہے اُسی طرح آیندہ حالات اور ضروریات کا علیم ہے۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۲۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں مگر اللہ کا رسول ہے اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہر ایک شئی کو جانتا ہے۔ ۳۳/۴۰ پ ۲۲ ع ۲

یہ نوعِ انسان کا ذی وقار غمخوار اپنی فطرتِ کاملہ کی وجہ سے نرم مزاج تھا اور انسان کا رنج و مصیبت میں ہونا اُسے نہایت شاق گزرتا تھا۔ اُس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ تمام دُنیا تاریکی سے نکل کر حقیقی نور (قرآنِ مجید) کی طرف آئے تاکہ وہ نور زندگی کے دُشوار گزار مرحلوں میں ہمیشہ اُن کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرے۔ یہ مومنین کا دلی شفیق اور تمام عالم کے لیئے باعثِ رحمت تھا، انہیں اخلاقِ عظیم نے بارگاہِ ربُّ العزّت سے اِنہیں رحمۃ للعالمین کا اعلیٰ اِعزازی لقب دلایا۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۲۲) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ پھر (یہ امر) اللہ کی رحمت سے ہے کہ تو اُن کے لیئے نرم مزاج ہوا۔ ۳/۱۵۳ پ ۴ ع ۸

(۲۳) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ بے شک تم میں سے تمہارے

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ۹/۱۲۹
پ ۱۱ ع ۵

پاس رسول آیا ہے اس کو ناگوار ہے کہ تم دکھ میں پڑو، تمہاری بھلائی کا آرزو مند ہے، ایمان والوں کے ساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

(۲۴) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ۲۱/۱۰۷
پ ۱۷ ع ۷

اور اے رسول ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر اہلِ عالم کے لئے رحمت۔

(۲۵) وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ ۶۸/۴ پ ۲۹ ع ۳

اور بے شک تو بہت بڑے خُلق پر ہے۔

اس خُلقِ مجسّم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نے ہمیشہ بدی اور ایذا کا دفعیہ اعلیٰ درجے کی نیکی سے کیا اسی برگزیدہ وصف کے سبب اس کی جان کے دشمن اس پہ جان قربان کرنے لگے دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۲۶) اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ○ ۲۳/۹۸ پ ۱۸ ع ۶

(اے رسول) بدی کا مقابلہ اعلیٰ درجے کی نیکی سے کر، ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کافر بیان کرتے ہیں۔

(۲۷) اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ

(اے رسول) بدی کا مقابلہ اعلیٰ درجہ کی نیکی سے کرو پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا کہ یگانہ دوست ہوگیا۔ یہ اخلاق نہیں

۳۵/۴۱ پ ۲۴ ع ۱۹ دیئے جاتے مگر اُن لوگوں کو جنہوں
نے صبر کیا، اور نہیں دیئے جاتے
یہ اخلاق مگر خوش قسمت لوگوں کو۔

جنابِ ممدوح نے حسبِ ارشادِ ربُّ العالمین نہائت کُشادہ دلی سے اعلان کر دیا کہ مَیں اِن مواعظِ حسنہ کی بابت قوم سے کسی معاوضہ کا آرزو مند نہیں کیونکہ یہ نصیحت کسی قوم کے واسطے محدود نہیں بلکہ تمام اہلِ عالم کے واسطے ہے، میرا اجر وہی اللہ تعالےٰ دے گا جو کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا اور ہر ایک شئے کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل

(۲۸) قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○ ۶/۹۰ پ ۷ ع ۱۶
کہہ دے (اے رسول) میں تم سے اِس پر کچھ بدلا نہیں مانگتا، یہ اور کچھ نہیں مگر تمام دُنیا کے واسطے نصیحت ہے۔

(۲۹) قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ ۳۴/۴۷ پ ۲۲ ع ۱۲
کہہ دے (اے رسول) جو کچھ مَیں نے تم سے اجر مانگا ہے وہ تمہارے واسطے ہے، میرا اجر صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر ایک شئے پر شاہد ہے۔

یہ کلماتِ طیّبات اِس طرح مقبولِ خلائق ہوئے جیسے وہ درخت جس کی جڑھ مضبوط ہو اور کثیر التعداد شاخیں فضا میں جھوم رہی ہوں موسم کی خوش گوار ہواؤں سے بڑھے پھولے اور پھلے، وقت پر اپنے خوش ذائقہ اور پُر لُطف پھل دے کر انسان کی زندگی کا سہارا ہو۔ اِنہیں مواعظ

کی وجہ سے قومی نفرت اُلفت سے بدل گئی اور جانی دشمن پیارے بھائی ہو گئے۔ ضلالت کی تاریکی مُلک سے دُور ہونی شروع ہو گئی اور کثیر التعداد جماعتیں دینِ اسلام میں داخل ہو کر اُس کی برکات سے فیض یاب ہونے لگیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل

(۳۰) وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ ۳/۹۸ پ ۴ ع ۲	اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو (تم پر) ہے جب کہ تم آپس میں دُشمن تھے پھر ملاپ کر دیا اللہ نے تمہارے دلوں میں پھر تم اُس کی نعمت سے صبح کو اُٹھے آپس میں بھائی بھائی بن کر۔
(۳۱) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ ۱۱۰/۱-۳ پ ۳۰ ع ۱۳۵	جب آچکے اللہ کی مدد اور فتح اور تو لوگوں کو دیکھ لے کہ اللہ کے دین میں کثرت سے داخل ہوتے ہیں پھر تسبیح کر اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگ وہ ہے رجوع کرنے والا۔

جناب خاتم النبیین نے ربّ العالمین کی طرف سے اہلِ عالم کے سامنے ایک کتاب پیش کی جس کا نام قرآن مجید ہے۔ اِس میں مذہبِ اسلام کے متعلق تمام اصول و ضوابط، احکام و ہدایات، وعدو وعید، قصص و تمثیلات وغیرہ ضروری امور مُفصّل اور مکمّل موجود ہیں وہ تمام مذہبی معاملات میں قطعی

فیصلہ صادر کرتا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۳۲) قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ط ۱۹/۶ پ ۷ ع ۸

کہہ دے (اے رسول) کون سی شہادت سب سے بڑی ہے کہہ دے اللہ مجھ میں اور تم میں شاہد ہے (اس امر کا) کہ مجھ کو یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے سے تم کو تنبیہ کروں اور اُن کو جن کے پاس اس کی خبر پہنچے۔

(۳۳) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۵۲/۷ پ ۸ ع ۱۳

اور بیشک ہم نے دی اُن کو کتاب جس کو ہم نے اپنے علم سے مفصّل کر دیا ہے، ہدایت کرنے والی اور رحمت والی ہے اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان لاتے ہیں۔

(۳۴) اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۸۶/۱۳-۱۴ پ ۳۰ ع ۱۱

بے شک یہ قرآن قولِ فیصل ہے، بیہودہ نہیں ہے۔

راسخ العلم ابناءِ اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کتاب نہایت احتیاط کے ساتھ جنابِ خاتم النبیین کی زندگی اور نگرانی میں لکھی گئی، مجموع و مرتب ہو کر نورِ رسالت کی روشنی پھیلانے کے واسطے اقطاعِ عالم میں پھیل گئی اور دنیا نے اس کتاب کو قبول کرنے سے سعادتِ دارین حاصل کی۔ یہ کتاب تمام پہلی آسمانی کتابوں

حاوی اور مشتمل ہے۔ اِس میں نوعِ اِنسان کے واسطے ایک مکمّل ذخیرہ ہدایات کا موجود ہے۔

اَب

اِس قرآنِ مجید کی کتابت، جمعیّت، ترتیب، حفاظت اور تکمیل وغیرہ کے متعلّق جس قدر شہادتیں خود اِس کتابِ مقدّس میں موجود ہیں اُن کو مختصر طور پر اِن اَوراق کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔

یکم اپریل ۱۹۰۷ء

خادم کتابُ اللہ
خاکسار عطاء اللہ
مقام
گجرات پنجاب

فصلِ اوّل

کلماتِ وحی کا بصورتِ کتاب مرتّب کرنا انبیاء کی سُنّتِ قدیمہ تھی

قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے تمام نبی یا رسُول کلماتِ وحی کو بصورتِ کتاب قوم کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں۔ ایسا کرنا نبوّت یا رسالت کا ضروری جزو تھا، کیونکہ یہ مقدّس لوگ دُنیا میں ہر وقت اور ہر جگہ موجود نہیں رہے، قدرت کا نہ ٹلنے والا موت اور فنا کا فتویٰ اِن پر بھی اُسی طرح نافذ ہوتا رہا ہے جس طرح باقی تمام نفوس اور اشیاء پر۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(١) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ — ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، پھر تُم ہماری طرف پھیرے جاؤگے۔
پ ٢١ ع ٢ $\frac{٢٩}{٥٧}$

(٢) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ $\frac{٥٥}{٢٦-٢٧}$ — جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے، اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو جلال اور کرامت والی ہے۔
پ ٢٧ ع ١٢

اس جہان کو چھوڑنے یا دُور دراز مقامات تک تبلیغ کرنے کی صورتوں میں، نبوّت یا رسالت کا کتاب کے سوا سب سے بہتر کوئی قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ کتابیں تھیں جن کا نام قرآنِ مجید کی زبان میں کتاب اللہ یا الکتاب ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۳) كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ
۲/۲۰۹ پ ۲ ع ۱۰

لوگ ایک گروہ تھے، پھر بھیجا اللہ نے نبیوں کو خوش خبری دینے والے اور آگاہ کرنے والے، اور اُن کے ساتھ برحق کتاب اُتاری تاکہ لوگوں میں اُس بات میں جس میں وہ مختلف ہوگئے ہیں حکم دیں۔

(۴) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ ۵۷/۲۵
پ ۲۷ ع ۱۹

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا، اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل کو قائم رکھیں۔

آیت (۳) میں نبیّین کا لفظ ہے اور آیت (۴) میں رُسل کا لفظ ہے دونوں آیتوں میں الفاظ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ اور اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ یکساں طور پر واقع ہوئے ہیں، جن سے نبی یا رسول کے ساتھ کتاب کا ہونا صاف طور پر پایا جاتا ہے۔

(۵) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ؕ اور ہر گروہ کے لیے رسول ہے

فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ پ ۱۱ ع ۱۰

پھر جب اللہ کا رسول آیا اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا گیا اور وہ ظلم نہیں کیئے جاتے۔

اِس آیت کو جب آیات نمبر (۳ و ۴) سے ملا کر دیکھا جائے تو اِس امر کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ قرآنِ مجید میں نبی یا رسول کا مفہوم ایک ہے، کیونکہ اِن آیات میں نبوّت یا رسالت کی جو اغراض بیان ہوئی ہیں وہ ایک ہی ہیں۔

آیاتِ مذکورۂ بالا میں نزولِ کتاب سے یہ مراد نہیں ہے کہ کاغذوں پر لکھا ہوا مجموعہ آسمان سے اُترتا تھا کیونکہ دوسرے مقام پر اِس طرح کتابِ آسمانی کے نزول کی نفی موجود ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۶) أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۝ پ ۱۵ ع ۱۰

یا تُو آسمان پر چڑھے، اور ہم تیرے چڑھ جانے پر ایمان نہ لائیں گے یہانتک کہ تُو ہم پر ایک کتاب اُتار لائے جس کو ہم پڑھیں، کہہ دے (اے رسول) پاک ہے میرا رب (اِن امور سے) میں اور کچھ نہیں مگر انسان رسول (پیغام لانے والا)۔

اصل مطلب یہ ہے کہ انبیاء نے جن احکام کو اللہ تعالیٰ کی وحی سے بصورتِ کتاب مُرتّب کیا اور قوم کے سامنے پیش کیا اُن پر بموجب عام محاورۂ قرآنِ مجید کے لفظِ نزول بولا

گیا ہے۔ اِس محاورے کی تائید میں دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۷) یٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۲۶/۷ پ ۸ ع ۱۰

اے آدم کے بیٹو بے شک ہم نے تم پہ ایک لباس اُتارا ہے جو تمہاری شرم گاہ کو ڈھانکتا ہے اور (تمہاری) زینت ہے۔ اور تقوی کا لباس یہی اچھا ہے، یہ اللہ کی آئیتوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

(۸) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۶۰/۱۰ پ ۱۱ ع ۱۱

کہہ دے (اے رسول) کیا تم نے دیکھا جو کچھ ہم نے تمہارے لیئے رزق کی قسم سے اُتارا ہے پھر تم نے اُس میں سے حرام اور حلال کرلیا، کہہ دے کیا اللہ نے تم کو اجازت دی ہے یا تم اللہ پہ افترا کرتے ہو۔

(۹) وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۲۵/۵۷ پ ۲۷ ع ۱۹

اور ہم نے لوہا اُتارا اِس میں (سامان) سخت لڑائی (کا) ہے اور لوگوں کے واسطے فائدے ہیں۔

آئیت نمبر (۷) میں ہر قسم کے لباس کا ذکر ہے جو زمین کی چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔

آئیت نمبر (۸) میں ہر قسم کے رزق کا ذکر ہے جو زمین سے پیدا ہوتا اور اُس پر موجود ہے۔

آئیت نمبر (۹) میں لوہے اور اُس کی ہم جنس دھاتوں کا ذکر ہے جو زمین سے نکلتی ہیں۔

اِن تمام اشیار کی نسبت نزول کا لفظ اِستعمال ہوا ہے، حالانکہ اِن میں سے کوئی چیز بھی آسمان سے نہیں اُتری. اسی طرح کُتبِ سماوی کی نسبت بھی نزول کا لفظ بولا گیا ہے.

قرآنِ مجید میں انبیا کی سننِ قدیمہ بیان کرنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ اُن کا اقتدا کیا جائے جس حالت میں کلماتِ وحی کا بصورتِ کتاب مرتّب رکھنا انبیا کی مسلّمہ سنّت ہے، تو جنابِ خاتم النّبیین کا بھاری فرض یہ تھا کہ کلماتِ وحی کو بصورتِ کتاب جمع اور مرتّب رکھتے. دیکھو آیاتِ ذیل.

(۱۰) يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۴/۳۱ پ ۵ ع ۲)

اللہ چاہتا ہے کہ تم کو بتاوے اور تم کو اُن لوگوں کی راہ کی ہدایت کرے جو تم سے پہلے تھے، اور تم کو معاف کرے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے.

(۱۱) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ط ۶/۸۹-۹۰ پ ۷ ع ۱۶

یہ وہ (بزرگ) لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب حکمت اور نبوت دی، پھر اگر یہ کافر اِس کا انکار کریں تو بے شک ہم نے اُس کے لیے اور قوم کو مقرر کیا ہے جو اِس کا انکار کرنے والی نہیں ہے. یہ (انبیا) وہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ہے پھر تو اُنہیں کی ہدایت کی پیروی کر.

آئت نمبر (۱۱) کے عین ماقبل کی آیات میں انبیاءِ مندرجہ ذیل ابراہیم ؑ، اسحاق ؑ، یعقوب ؑ، نوح ؑ، داؤد ؑ، سلیمان ؑ، ایوب ؑ، یوسف ؑ، موسیٰ ؑ، ہارون ؑ، زکریا ؑ، یحییٰ ؑ، عیسےٰ ؑ، الیاس ؑ، اسمٰعیل ؑ، الیسع ؑ، یونس ؑ، لوط ؑ، کے اسماءِ گرامی اور اُن کے مختصر اوصاف بیان کرنے کے بعد الفاظِ ذیل اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مرقوم ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اِن میں سے ہر ایک کو نبوّت دی گئی ہے، اُسی طرح ہر ایک کو کتاب بھی دی گئی ہے۔

اِس آئت میں بجائے الفاظ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ کے اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ کا استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فقرات کا مفہوم ایک ہے۔

اِس آئت کے الفاظ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اُس فرض کو ظاہر کرتے ہیں جس کے رو سے کتاب اللہ کی جمعیت اور ترتیب بھی جنابِ خاتم النبیین کے ذمے تھی اور یہ فرض بالکل تبلیغِ رسالت کے مساوی تھا۔

اِس فرض کے پورا کرنے کے واسطے جنابِ ممدوح کو کئی پیرائیوں میں نہایت استقلال سے کاربند رہنے کا حکم ہوا اور صاف طور پر سمجھا دیا گیا کہ اس میں کسی شخص کی رائے کی نہ مداخلت ہو نہ اِتّباع۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۲) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ پھر تو (اے رسول) اسی طرح قائم رہ جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی

بَصِیْرٌ ۱۱/۱۱۴ پ ۱۲ ع ۱۰ جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی (اسی طرح قائم رہیں) اور حد سے آگے نہ بڑھو، بے شک وہ اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

(۱۳) فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۵/۹۴ پ ۱۴ ع ۶ پھر کھول کر بتلا دے (اے رسول) اس چیز کو جس کا تجھ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔

(۱۴) وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۴۲/۱۴ پ ۲۵ ع ۳ اور قائم رہ جیسا تجھ کو حکم دیا گیا اور کفار کی خواہشوں کی پیروی نہ کر، اور کہہ دے میرا ایمان اس پر ہے جو کتاب میں سے اللہ نے نازل کیا ہے۔

یہ تمام آیات اِس امر کی روشن شہادت ہیں کہ سب نبی یا رسول کلماتِ وحی کو بصورتِ کتاب مرتّب رکھتے تھے۔ انبیاء کے اِس متفقہ عمل کی وجہ سے جناب خاتم النّبیّین کو اِس عمل میں بھی اُن کے ساتھ اقتدا کرنے کا حکم ہوا، پھر اس اہم خدمت کو اِستقلال کے ساتھ انجام دینے کے واسطے بار بار تاکید ہوئی۔

اِنہیں احکام کی تعمیل میں اور انبیاء کی اسی سنّتِ قدیمہ کے اِقتدا میں جنابِ ممدوح نے تبلیغِ رسالت کے ساتھ ہی قرآن مجید کے بصورتِ کتاب جمع اور مرتّب رکھنے کی بنیاد قائم کی اور اُس کو اختتام تک پہنچایا ؛

فصلِ دوم

قرآنِ مجید کے نزول کے وقت کاغذ کا استعمال ہوتا تھا اور سلسلۂ کتابت جاری تھا۔

جنابِ خاتم النبیینؐ کے زمانِ سعادت اقتران میں تحریر کے واسطے کاغذ کا استعمال جاری تھا۔ لین دین کے معاملات ضبطِ تحریر میں لائے جاتے تھے۔ مذہبی کتابوں کے لکھے جانے اور اُن کے درس و تدریس کا سلسلہ عام طور پر رائج تھا۔ یہ امر کہ اُس کاغذ کی ساخت کس قسم کی تھی اِس کتاب کے موضوع سے خارج ہے اِن امور کے متعلق دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱) فقرہ ۱ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ الخ ۲/۲۸۲ پ ۳ ع ۷

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم قرض کا لین دین کسی میعاد مقرر تک کرو تو اُس کو لکھ لو، اور چاہیے کہ تم میں سے کوئی لکھنے والا انصاف سے لکھ دے، اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھلایا ہے لکھ دے۔

نمبر ۵ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۲۸۲ پ ۳ ع ۷ - اور اس کی میعاد تک لکھنے میں سستی نہ کرو چاہے معاملہ چھوٹا ہو چاہے بڑا ہو۔

آیتِ کریمہ فقراتِ مذکورۂ بالا سے امورِ ذیل معلوم ہوتے ہیں

اوّل مومنین کا فرض ہے کہ

ا۔ لین دین کے اُن معاملات کو جو دست بدست نہ ہوں یا ایک مدّتِ معیّن کے واسطے ہوں ضبطِ تحریر میں لاویں

ب معاملاتِ مذکور چاہے چھوٹے ہوں چاہے بڑے اُن کے لکھ لینے میں تساہل نہ ہو۔

دوم۔ کاتب کا فرض ہے کہ

ا۔ فریقینِ معاملہ کے منشا کو دستاویز میں عدل سے لکھے

ب تحریرِ دستاویز سے انکار نہ کرے۔

(۲) فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۷۹ پ ۱ ع ۹ پھر افسوس اُن لوگوں پر ہے جو اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اُس کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت حاصل کریں، پھر افسوس ہے اُن کے لیے اُن کے ہاتھوں کی تحریروں پر اور افسوس ہے اُن کے عملوں پر۔

(۳) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ اور اِن لوگوں نے اللہ کی

قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ ۶/۹۱ پ ۷، ع ۱۷

قدر نہیں کی جیسا اُس کی قدر کرنے کا حق تھا جب اُنہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی بندے پر کوئی چیز نہیں اُتاری، کہہ دے (اے رسول) کس نے وہ کتاب اُتاری جس کو موسیٰ لایا تھا جو لوگوں کے واسطے نور اور ہدایت تھی تم اُس کو لکھتے ہو کاغذوں پر، ظاہر کرتے ہو اُس کو (تھوڑا) اور چھپاتے ہو بہت۔

ان آیات سے امور ذیل ظاہر ہوتے ہیں۔

اوّل۔ اہلِ کتاب میں مذہبی کتابوں کے لکھنے کا عام دستور تھا، جنہیں وہ اپنے مالی فائدوں کی غرض سے کتاب اللہ کے طور پر ظاہر کرتے تھے۔

دوم اہلِ کتاب جنابِ موسیٰ کی اصل کتاب کو بھی کاغذوں پر لکھتے تھے، جس کے اکثر مضامین کو ذاتی اغراض کی وجہ سے چھپاتے اور بعض کو ظاہر کرتے تھے۔

سوم آیت نمبر (۲) میں یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بصیغۂ غائب بیان ہوا ہے اور آیت نمبر (۳) میں تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ بصیغۂ مخاطب آیا ہے۔ ہر دو کا مفہوم واحد ہے یعنی علمائے اہلِ کتاب جن امور کو من جانب اللہ ظاہر کرتے ہیں اُن کو کتاب کی صورت میں کاغذوں پر لکھ لیتے ہیں۔

(۴) وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ اور بے شک یہہ امر پہلے
اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ رسولوں کی کتابوں میں مرقوم
یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ہے، کیا ان لوگوں کے واسطے
$\frac{۲۶}{۱۹۷-۱۹۸}$ پ ۱۹ ع ۱۵ نشان نہیں ہے کہ اِس امر کو
بنی اسرائیل کے عالم جانتے ہیں

(۵) اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ بے شک یہہ امر پہلے صحیفوں
الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ یعنی صحیفۂ ابراہیم و موسٰی میں مرقوم
وَ مُوْسٰى $\frac{۸۷}{۱۹-۱۸}$ پ ۳۰ ع ۱۲ ہے۔

آئت نمبر (۴) میں لفظ زُبُرِ بصیغہ جمع آیا ہے جس کا واحد زبور ہے۔

آئت نمبر (۵) میں لفظ صُحُفِ بصیغہ جمع آیا ہے جس کا واحد صحیفہ ہے۔

دونوں آئتیں ہم مضمون ہیں اور ایک دوسری کی مفسّر ہیں۔ اِس واسطے زبور اور صحیفہ مترادف ہیں۔

آئت نمبر (۴ و ۵) کو اِس مقام پہ صرف اس شہادت میں پیش کیا جاتا ہے کہ جنابِ موسٰی کے صحیفہ یا کتاب کے علاوہ اور نبیوں کے صحیفوں کا بھی اُس زمانہ میں کاغذوں پر لکھے جانے کا دستور تھا۔ اِنہیں صحیفوں میں حقائق اور صداقت ہائے قرآنی یا واقعۂ نزولِ قرآنِ مجید مرقوم تھا اور علماءِ بنی اسرائیل اِن کتابوں کی درس و تدریس کی وجہ سے اِن امور سے آگاہ تھے۔

فصلِ سوم

قرآنِ مجید نے فنِ کتابت کی اصلی عظمت بحال رکھی

اور

مذہبی تحریرات کی قدر و منزلت کی حد قائم کی

قرآنِ مجید اس دعوے کے ساتھ اپنے آپ کو دنیا میں پیش کرتا ہے کہ انسان کی تمدنی اور روحانی زندگی میں جو الجھاؤ پڑے ہوئے ہیں اُن کی عقدہ کشائی کرے، اور اُنہیں سلامتی کی راہیں بتلائے جو مضبوط بنیاد پر قائم ہیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ۹/۱۷ پ ۱۵ ع ۱	بے شک یہ قرآن بہت سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔
(۲) وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۲۲/۵۳ پ ۱۷ ع ۱۴	اور بے شک اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے صراطِ مستقیم (راہِ راست) کی ہدایت کرنے والا ہے۔
(۳) فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۴۳/۴۲ پ ۲۵ ع ۱۰	پھر محکم پکڑ اِس (قرآن) کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے، بے شک تو راہِ راست پر ہے۔

قرآنِ مجید نے اُن تمام معاملات کو جو انسانی حقوق سے متعلق ہوں، اور معمولی دست بدست لین دین کے نہ ہوں، ضبطِ تحریر میں لانے کا حکم دیا ہے۔ اور حقیقت کے کسی خفیف معاملے کو بھی اِس قید سے مستثنٰی نہیں کیا، اور ایسا کرنے کے فوائد کو ان جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۴) وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا الخ $\frac{۲}{۲۸۲}$ پ ۳ ع ۷

اور نہ سُستی کرو اس (قرض) کے میعاد معیّن تک لکھنے میں معاملہ چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا یہ امر اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ انصاف والا ہے، اور سب سے زیادہ صاف ہے شہادت کے واسطے، اور قریب تر ہے اِس امر کے کہ تم شک میں نہ پڑو۔

آیت کے اِس حصّہ میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ معاملات متعلقۂ حقوق و فرائض انسان چاہے چھوٹے ہوں چاہے بڑے اُن کے ضبطِ تحریر میں لانے سے غفلت یا سُستی نہیں ہونی چاہیئے۔ اخیر میں اِس فنِّ شریف کے اعلیٰ سے اعلیٰ فائدے ظاہر کرکے نوعِ انسان کے ساتھ اِس کا مستحکم تعلق قائم کیا ہے، اور اِس طرح پر علمی دُنیا میں لاکر اِس کی قدرافزائی سے اِس کی اصلی عظمت قائم کی ہے۔

یہہ آیت مشہور آیتِ دین (قرض) کا آخری حصّہ ہے، اِس کے ابتدا میں تعلقاتِ انسانی کے ایک چھوٹے سے حصّہ کو لیا گیا ہے، جس میں صرف دو شخصوں کے حقوق کا تعلق اُن معاملات میں پیدا ہوتا ہے جو دست بدست لین دین

کے علاوہ ہیں۔ اِن حقوق کی حفاظت کے واسطے معاملۂ زیرِ تجویز کے ضبطِ تحریر میں لانے کا وجوب قائم کیا گیا ہے، پھر اِس وجوب میں بڑے بڑے معاملات کو داخل کیا ہے جو آخرکار معاہداتِ قانونی کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ اِس کے بعد نہایت واضح طور پر بتلایا گیا ہے کہ معاملات کو ضبطِ تحریر میں لانے سے نتائج یا فوائدِ ذیل پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل یہ امر اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے زیادہ باعثِ عدل وانصاف ہے۔

دوم یہہ امر کسی واقعہ کو بطور شہادت پیش کرنے کا سب سے سیدھا اور مضبوط طریق ظاہر کرتا ہے۔

سوم یہ امر اہلِ غرض اشخاص کے شک و شبہ سے بچنے کے واسطے نہایت قریب ذریعہ ہے۔

تمام واقعاتِ متعلقۂ مذہب بھی قرآنِ مجید کی اِس ہدایت کے ماتحت ہیں، کیوں کہ وہ تمام جماعت ہار اِنسانی سے ایک مستحکم تعلق رکھتے ہیں، اور نوع اِنسان کے حقوق و فرائض کی مضبوط بُنیاد قائم کرتے ہیں۔

اِس میں کچھ شک نہیں کہ کسی مذہب کے متعلق صحیح علم حاصل کرنے کا سب سے بہتر ذریعہ مذہبی تحریرات ہوتی ہیں لیکن ایسی تحریرات کو باوقعت بنانے کے واسطے لازم ہے کہ اُن کو خود بانیِٔ مذہب نے لکھا ہو یا اپنی نگرانی میں لکھوایا ہو۔ اِس قسم کی تحریرات تابعینِ مذہب پر ہر حالت میں واجبُ الاتّباع ہوتی ہیں، اور بلاشبہ مذہبی دستور العمل بننے کی پُوری قابلیت رکھتی ہیں۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۵) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ ۵۷/۲۵ پ ۲۷ ع ۱۹	اور بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا، اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

محقّقینِ مذہب کے لیئے صرف اِسی درجے کی تحریرات کسی مذہب کے صدق و کذب یا اصلی حقیقت معلوم کرنے کا معیار ہوسکتی ہیں، اِن کتابوں کے سوا کوئی اور بیان زبانی ہو یا تحریری مذہبی حُکم رانی کا حق نہیں رکھتا. خصوصاً ایسے بیانات جب سلسلۂ روائت میں آجاتے ہیں تو خیالات اور اھواءِ اِنسانی کے اِختلاط سے پاک نہیں رہتے. اِس واسطے قرآنِ شریف کے فیصلہ کے مطابق کبھی اُن کو مذہبی حکومت کا لباس نہیں پہنایا جاتا، نہ یقین کا درجہ ملتا ہے. دیکھو آیاتِ ذیل.

(۶) الٓمٓصٓ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۷/۱-۳ پ ۸ ع ۸	یہ کتاب ہے جو تجھ پر اُتاری گئی ہے، پھر تیرے دل میں اِس سے کچھ حرج نہ ہو تاکہ تو اِس سے لوگوں کو آگاہ کرے اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے واسطے نصیحت ہے پیروی کرو اُس کی جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اُتارا گیا اور

نہ پیروی کرو اس کے سوا اور دوستوں کی ، تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو ۔

(۷) تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۲۵/۵ پ ۲۵ ع ۱۷
یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر ساتھ حق کے پڑھتے ہیں ، پھر یہ لوگ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لاتے ہیں ۔

آیت نمبر (۶) میں ہے کہ انبیاء کی سُنّتِ قدیمہ کے موافق جس کا ذکر آیت نمبر (۵) میں ہوا ہے جنابِ خاتم النّبیین کو بھی ایک کتاب عطا ہوئی ہے ، اور صرف وہی کتاب واجبُ الاِتّباع ہے ، مذہبی امور میں اس کتاب کے سوا کسی اور بیان کا (تحریری ہو یا تقریری) اِتباع منع ہے۔ ساتھ ہی یہ امر بھی جتلا دیا گیا ہے کہ تم ان نصیحتوں سے بہت کم فائدہ اُٹھاتے ہو ۔

آیت نمبر (۷) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے بعد جو جنابِ رسول علیہ السّلام پر پڑھی جاتی ہیں یہ لوگ اور کس حدیث پر ایمان لاتے ہیں ۔

قرآنِ شریف نے امورِ وہمیّہ یا مسائلِ ظنّیّہ کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے ، اور ان کو سراسر ضلالت بتلایا ہے ، اور ابناءِ اسلام کو بار بار آگاہ کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسائلِ ظنّیّہ کے گرداب میں ڈالنے سے ہلاک نہ کریں ۔ دیکھو آیاتِ ذیل ۔

(۸) وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ اور اگر تو اطاعت کرے اکثر

فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ گروہ کی جو دُنیا میں ہے تو
سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ تجھ کو اللہ کی راہ سے
إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا گمراہ کردیں گے، وہ پیروی
يَخْرُصُونَ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ نہیں کرتے مگر ظن کی، اور
أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ وہ نہیں ہیں مگر اٹکل پچو
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ کہنے والے، بے شک تیرا
۶/۱۱۶-۱۱۷ پ ۸ ع ۱ رب خوب جانتا ہے کہ کون
اُس کی راہ سے گمراہ ہو رہا ہے، اور وہ خوب جانتا ہے
ہدایت والوں کو۔

(۹) وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ اور نہیں پیروی کرتا اُن میں
إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا سے اکثر گروہ مگر ظن کی،
يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ بے شک ظن کچھ بھی حق
اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ بات (کے علم) سے بے پرواہ
۱۰/۳۶ پ ۱۱ ع ۹ نہیں کرتا، بے شک اللہ
جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

قرآنِ شریف نے یہ بھی تبلایا ہے کہ مسائلِ ظنیہ پر چلنے والے غفلت کی بھول بھلیوں میں پڑے ہوئے ہیں یہ لوگ اَلْهُدیٰ (قرآنِ مجید) کے آنے کے بعد بھی ایسا مذہب چاہتے ہیں جو اُن کی نفسانی خواہشوں کے مطابق ہو حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۰) قُتِلَ الْخَرّٰصُونَ تباہ ہوگئے اٹکل پچو کام
الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ کرنے والے۔ وہ جو غفلت

سَاهُوْنَ ۵۱/۱۱ - پ ۲۶ ع ۱۸ میں بھولے ہوئے ہیں۔

(۱۱) اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۵۳/۲۳-۲۴ پ ۲۷ ع ۵ وہ نہیں پیروی کرتے مگر ظن کی، اور اُس امر کی جو دل چاہتے ہیں، اور بے شک اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے کیا انسان کو جو چاہے ملتا ہے۔

اس کے مُقابِل قرآنِ مجید کے مسائِل کو ہمیشہ مسائِلِ یقینیہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۲) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۵۶/۹۵-۹۶ پ ۲۷ ع ۱۶ بے شک یہ (قرآن) حق الیقین ہے، پھر تسبیح کر اپنے رب کے نام سے (جو) عظمت والا ہے

(۱۳) وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۶۹/۵۱-۵۲ پ ۲۹ ع ۶ بے شک یہ (قرآن) حق الیقین ہے، پھر تسبیح کر اپنے رب کے نام سے (جو) عظمت والا ہے۔

قرآنِ مجید نے غیرِ کتاب اللہ کے اِتّباع کی ممانعت کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ مذہبی مکالمات کے وقت اسی اصول کے مطابق اپنی طرف سے کتابُ اللہ کو پیش کیا اور فریقِ مقابل سے کتابُ اللہ ہی کا مطالبہ کیا۔ اِن امور کے متعلق چند آیات کو دو ضمنوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

ضمنِ اوّل

وہ آیات جن میں اپنی طرف سے کتابُ اللہ کو پیش کیا گیا ہے

(۱۴) قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ کہہ دے (اے رسول) کونسی

شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ $\frac{6}{19}$ پ ۷ ع ۸

شہادت سب سے بڑی ہے کہہ دے اللہ مجھ میں اور تم میں (اِس امر کا) شاہد ہے کہ یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تم کو آگاہ کروں اور اُس شخص کو جسے اِس کی خبر پہنچے۔

(۱۵) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ $\frac{6}{156}$ پ ۸ ع ۸

اور یہ کتاب برکت والی ہے ہم نے اس کو نازِل کیا ہے، پھر تم اِس کی پیروی کرو تاکہ رحم کیے جاؤ۔

(۱۶) قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ؕ $\frac{7}{203}$ پ ۹ ع ۱۴

کہہ دے (اے رسول) اور کچھ نہیں میں تو صرف اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا گیا ہے میرے رب سے یہ تمہارے رب کی طرف سے دلائل ہیں اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں۔

ضمنِ دوم

وہ آیات جن میں فریقِ مقابل سے بھی اُس کی آسمانی کتاب کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(۱۷) قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ $\frac{3}{93}$ پ ۴ ع ۱

کہہ دے (اے رسول) تم تورات لے آؤ پھر اُس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔

(۱۸) اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ	کیا تمہارے پاس کوئی دلیل
فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ	بیان کرنے والی ہے، پھر
صٰدِقِيْنَ ۳۷/۱۵۷-۱۵۶	تم اپنی کتاب لے آؤ اگر تم
پ ۲۳ ع ۹	سچے ہو۔
(۱۹) اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا	کیا ہم نے ان لوگوں کو اس
مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ	سے پہلے کوئی کتاب دی ہے
مُسْتَمْسِكُوْنَ ۴۳/۲۰	پھر وہ اُس کو مُحکم پکڑے
پ ۲۵ ع ۸	ہوئے ہیں۔
(۲۰) اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ	کیا تمہارے پاس کوئی کتاب
تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ	ہے اُس میں تم پڑھتے ہو کہ
لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۶۸/۳۷-۳۶	تمہارے لیئے وہی کچھ ہے
پ ۲۹ ع ۴	جس کو تم پسند کرو۔

الغرض

قرآنِ مجید نے مُختلف طریقوں سے اِس امر کو واضح کردیا ہے، کہ مذہبی مسائل میں صرف آسمانی کتاب واجب الاتباع اور قابلِ سند ہوسکتی ہے، اور کسی مذہب کی حقیقت اصلی معلوم کرنے کے واسطے آئینے کا کام دے سکتی ہے، اِس کے سوا باقی کسی بیان یا تحریر کو یہ وقعت نہیں دی جاسکتی۔

فصلِ چہارم

قرآنِ مجید کی وحی کو بصورتِ کتاب دیکھنے کے متعلق قوم کی متفقہ خواہش تھی

قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے زمانہ میں لوگ عموماً اِس امر کے آرزومند تھے، کہ جو حقائق اور احکام اُنہیں سنائے جاتے ہیں، وہ بصورتِ کتاب اُن کے پاس جمع ہوں، یہہ لوگ بلحاظ اپنے خیالات اور مقاصد کے تین جماعتوں پر تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔

جماعتِ اوّل

مومنین کی خواہش

یہہ گروہ ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی قومی زبان میں ایک مجموعۂ ہدایات کا خواہش مند تھا، جو کتاب کی صورت میں ہو اور جس کو وہ پڑھ سکیں یا سمجھ سکیں۔ اِس گروہ کا ذکر آیاتِ ذیل میں ہے۔

(۱) وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنزَلنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوہُ وَاتَّقُوا لَعَلَّکُم تُرحَمُونَ اَن تَقُولُوا اِنَّمَا — اور یہ مبارک کتاب ہے اِس کو ہم نے اُتارا ہے پھر تم اس کی پیروی کرو اور ڈرو تاکہ

أُنزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ ۱۵۸-۱۵۶/۶ پ ۸ ع ۸	تم رحم کیئے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم کہو ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل ہوئی ہے اور ہم اُن کے پڑھنے سے غافل تھے، یا تم کہو کہ اگر ہم پر کتاب اُتاری جاتی تو ہم اُن سے زیادہ ہدایت والے ہوتے پھر بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل اور

ہدایت اور رحمت آگئی ہے۔

اِن آیات کے ابتدا میں قرآنِ مجید کو بہ صورت کتاب ظاہر کرکے اس کے اِتّباع کو باعثِ رحمت قرار دیا ہے۔ اور کتاب کی شکل میں مرتّب کرنے کی وجہ یہہ بتلائی ہے کہ جماعتِ مؤمنین اس کے یکجائی مطالعہ سے فائدہ اُٹھا سکے، اور بمقابلہ دیگر اقوام کے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ اخیر میں بتلایا ہے کہ یہی کتاب بادیۂ ضلالت میں بھٹکے ہوؤں کے واسطے باعثِ ہدایت ہے، اور گناہ کی آگ بجھانے کے واسطے آبِ رحمت ہے۔

جماعتِ دوم

مُستہزئین کی خواہش

یہہ گروہ بھی ایک کتاب کا خواہش مند تھا لیکن اِستہزاء کے طور پر، تاکہ کلماتُ اللہ کی اِشاعت رُک جائے۔ تعجب یہ ہے کہ اہلِ کتاب بھی اِس جماعت میں شامل تھے جو کُتُبِ سماوی کے قاعدۂ نزول سے آگاہ تھے، مگر رقابت نے اُنہیں

چشمۂ ہدایت کی موجودگی میں بھی پیاسا ہی رکھا۔ دیکھو آیات ذیل۔

(۱) یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ الخ ۴/۱۵۲ پ ۶ ع

تجھ سے اہلِ کتاب سوال کرتے ہیں کہ تو اُن پر آسمان سے کتاب اُتارے۔

(۲) وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۶/۷ پ ، ع ۷

اور اگر ہم تجھ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اُتارتے پھر یہ لوگ اُس کو اپنے ہاتھ سے چھو بھی لیتے تو بھی کافر کہتے یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو۔

(۳) اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۱۷/۹۵ پ ۱۵ ع ۱۰

(کافر کہتے ہیں) یا تُو (اے رسول) آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھ جانے کو نہیں مانیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر ایک کتاب اُتار لائے جس کو ہم پڑھ لیں۔ کہہ دے میرا رب اِن باتوں سے پاک ہے اور میں کچھ نہیں ہوں مگر ایک بشر پیغام پہنچانے والا۔

آیت نمبر (۱) میں اہلِ کتاب کی ایک درخواست کا ذکر ہے جو بارگاہِ رسالت میں پیش ہوئی اِس درخواست میں ایسی کتاب کا مطالبہ کیا گیا تھا جو بنی بنائی آسمان سے نیچے آئے آیت نمبر (۲) میں اِس کا جواب حسبِ ذیل مرقوم ہے۔

"اگر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب اِن پر اُترے"

"اور یہہ لوگ ہاتھوں سے اُسے ٹٹول بھی لیں تو"
"بھی سحر ہی کہیں گے"

آیاتِ ما بعد میں بتلایا گیا ہے کہ اس سوال میں صرف رسالت سے ہنسی کرنا مقصود ہے۔ یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے، پہلے رسولوں سے بھی استہزا کیا گیا ہے۔ ایسی حرکات کے نتائج ہمیشہ انہیں لوگوں پر عائد ہوئے ہیں۔

آئت نمبر (۳) کی ابتدائی آیات میں اُن رُکاوٹوں کا ذکر ہے جو کُفّار نے کلماتُ اللہ کی اشاعت کے متعلق بخیالِ خود پیدا کیں۔ انہیں میں سے ایک کا ذکر اس آئت میں اس طرح مرقوم ہے۔

"کفار نے کہا ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک اپنی"
"آنکھوں سے نہ دیکھ لیں کہ رسول خود آسمان پر چڑھ"
"جائے اور ایک کتاب نازل کرے جس کو ہم پڑھ لیں"

اسی آئت میں اُن کے اُس خیال کا جواب دیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ ایسے افعال سے پاک ہے اور رسول صرف انسان ہے۔

یعنی

اوّل۔ اللہ تعالیٰ کی عادت (سنتہُ اللہ) نہیں ہے کہ

ا۔ انسان کو آسمان پر بُلائے

ب۔ انسان کو بنی بنائی کتاب عطا فرمائے

دوم رسول کی طاقت نہیں ہے کہ

ا۔ خود آسمان پر چڑھ جائے

ب۔ بنی بنائی کتاب لے آئے

کُفّار کی یہہ خواہش چاہے کیسی ہی قابلِ ملامت اور ناقابلِ

اِلتفات ہو، مگر غور طلب یہہ امر ہے کہ اِستہزا کے انداز میں بھی کتاب ہی کا مطالبہ ہے۔

جماعتِ سوم

مُعترضین کی خواہش

یہہ عجیب فطرت کے لوگ تھے اِن کی خواہش بھی نرالی تھی، یہہ نہائت بے باکی سے درخواست کرتے تھے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، ہم پر براہِ راست وحی آئے، ہمیں آسمانی صحیفے ملیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱) وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ الخ ۲/۱۱۲ پ ۱ ع ۴
کہا اُن لوگوں نے جو نہیں جانتے اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا، یا ہمارے پاس کیوں حکم نہیں آتا (براہِ راست)

(۲) وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۶/۱۲۴ پ ۱ ع ۲
اور جب اُن کے پاس کوئی حکم آتا ہے کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم کو وہی کچھ نہ دیا جاوے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا، اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

(۳) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى
پھر اُن کو کیا ہوگیا ہے کہ اِس قرآن سے مُنہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگنے والے گدھے ہیں شیر سے بھاگے ہیں بلکہ اُن میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ (اس

صُحُفًا مُّنَشَّرَۃً کَلَّا بَلْ کو) کھلے صحیفے دیئے جائیں،
لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَۃَ ؁ ہرگز نہیں، بلکہ یہہ لوگ آخرت
پ ۲۹ ع ۱۶ سے نہیں ڈرتے۔

آیت نمبر (۱ و ۲) میں اس جماعت کی گستاخانہ خواہشوں کے اظہار کے بعد جواب دیا گیا ہے کہ تمہاری درخواستیں نبوّت یا رسالت کی ہیں، یہہ منصب محض درخواست پہ نہیں ملتا، اِس امر کا فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اِختیار میں ہے کہ کون اُس کی ہم کلامی کے لائق ہے اور کون اُس کی رسالت کا بوجھ اُٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اِس لیاقت کو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔

آیت نمبر (۳) میں ایسی خواہشوں کو حقارت سے دیکھا گیا ہے، اور صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ اَلتَّذْکِرَۃ (قرآن مجید) کی موجودگی میں رسالت اور آسمانی صحیفوں کی خواہش ایک خوفناک اور ناقابلِ قبول آرزو ہے۔ اور اُس صراطِ مستقیم سے اِعراض ہے جس کی رہنمائی اِس مقدّس کتاب نے کی ہے۔

یہہ تینوں جماعتیں گو بلحاظ دلی ارادوں کے آپس میں کیسی ہی مختلف تھیں، مگر سب کی سب کتاب یا صحیفہ کی آرزو میں مشترک حصہ لیتی تھیں۔ اِن تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ وحیِ الٰہی کو بصورتِ کتاب جمع اور مرتّب رکھنے کی جو سنّتِ قدیمہ چلی آتی تھی اُس کا جنابِ خاتم النّبیین کے زمانہ میں یہاں تک اثر باقی تھا کہ ہر ایک پہلو سے عام اِس سے کہ متانت سے ہو یا اِستہزاء سے کتاب ہی کا مطالبہ کیا گیا۔

فصلِ پنجم

وحی کی کتابت ایک جماعتِ صالحہ کے اہتمام میں تھی

قرآنِ مجید سے اِس امر کی روشن شہادت ملتی ہے، کہ اِس کے نزول کے زمانے میں کاتبانِ وحی کی ایک جماعتِ صالحہ مقرر کی گئی تھی جو بلحاظ دیانت اور تقویٰ کے قوم میں ممتاز درجہ رکھتی تھی، اور قرآنِ مجید کی عظمت بدرجۂ غائت اُن کے دلوں میں متمکن تھی۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱) إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ۔ پ ۳۰ ع ۵ $\frac{۸۰}{۱۲-۱۷}$

بے شک یہ قرآن ایک نصیحت ہے، پھر جو شخص چاہے اِس کو یاد رکھے (یہ) لکھی ہوئی سورتوں میں ہے، جو کرامت والی ترتیب دی ہوئی محفوظ ہیں جن کو بزرگ نیک کاتبوں کے ہاتھوں نے لکھا ہے۔

سب سے پہلے اِس آئت کے چند ضروری الفاظ کے معانی قرآنِ مجید کی دوسری تفسیری آیات سے بیان کیئے جاتے ہیں، پھر اِس کا عام مفہوم بیان کیا جائے گا۔

تَذْكِرَةٌ۔ اِس سے مراد قرآنِ مجید ہے، کیوں کہ یہہ اعلیٰ درجے کی نصیحت ہے۔ اِس کی تائید میں دیکھو آیتِ ذیل۔

(۲) طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۲۰/۳-۱ پ ۱۶ ع ۱۰
ہم نے تجھ پر قرآن اِس لیئے نہیں اُتارا کہ تُو رنج میں پڑے مگر یہہ اُس شخص کے واسطے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔

(۳) وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۶۹/۴۸ پ ۲۹ ع ۶
بے شک یہ قرآن متقین کے واسطے نصیحت ہے۔

صُحُفٍ۔ جمع صحیفہ کی ہے۔ صحیفہ سے مراد کتاب ہے۔ قرآنِ مجید میں توراۃ پر صحیفہ اور کتاب دونو لفظوں کا اِطلاق ہوا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۴) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۴۱/۴۵ پ ۲۵ ع ۲۰
اور پھر ہم نے موسٰی کو کتاب دی پھر اُس میں اختلاف کیا گیا۔

(۵) اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۵۳/۳۸-۳۷ پ ۲۷ ع ۷
کیا اُس کو خبر نہیں ملی اُس کی جو موسٰی کے صحیفے میں ہے اور ابراہیم کے صحیفے میں جس نے اپنا قول پورا کیا۔

مَرْفُوْعَةٍ۔ اِس لفظ سے اُن صحیفوں کی اعلٰی اور احسن ترتیب مراد ہے۔ دوسرے مقامات پر یہہ لفظ اِنہیں معنٰی میں اِستعمال ہوا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۶) وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۵۶/۳۳ پ ۲۷ ع ۱۴
اور فرش ترتیب دیئے ہوئے ہیں۔

(۷) فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۸۸/۱۳ پ ۳۰ ع ۱۳
اُس میں تخت ترتیب سے رکھے گئے ہیں۔

آئت نمبر (۶) میں فُرُشٍ جمع ہے فرش کی اور آئت نمبر (۷) میں سُرُرٌ جمع ہے سریر کی، فرش اور سریر ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں، اور دونو آئتیں ایک دوسری کی مفسّر ہیں یعنی قیام گاہ جس پر تکیہ لگایا جاسکے، اس مفہوم کی تائید آیاتِ ذیل سے ہوتی ہے۔

(۸) مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ $\frac{۵۲}{۲۰}$ پ ۲۷ ع ۳ — اہل جنّت ایسے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جو باترتیب بچھے ہوئے ہوں گے۔

(۹) عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ $\frac{۵۶}{۱۵-۱۶}$ پ ۲۷ ع ۱۴ — اہل جنّت ایسے تختوں پر ہوں گے جو باترتیب لگے ہوئے ہوں گے اُن پر تکیہ لگاکر آرام کرنے والے آمنے سامنے ہوں گے۔

آئت نمبر (۸) میں سُرُرٍ (واحد سریر) کی صفت مَصْفُوْفَةٍ بیان ہوئی ہے، اور آئت نمبر (۹) میں سُرُرٍ کی صفت مَّوْضُوْنَةٍ بیان ہوئی ہے مصفوف اور موضون ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں، اور دونو آئتیں ایک دوسری کی مفسّر ہیں، یعنی ایسی قیام گاہیں جن پر تکیہ لگایا جاسکے، اور جو مناسب ترتیب سے لگائی گئی ہوں۔

آئت نمبر (۹) نے اِس مفہوم کو نہائت واضح کردیا ہے یعنی اہلِ جنت ایسی قیام گاہوں پر متمکن ہوں گے جو مناسبت سے ترتیب وار سجائی ہوئی ہوں گی، اور اُن پر آرام کرنے والے متقابل (آمنے سامنے) ہوں گے۔

نتیجہ یہہ ہے کہ آئت مُندرجۂ عنوان میں لفظ مَرْفُوْعَةٍ کے

معنے مصفوفتہ (ترتیب دادہ شدہ) کے ہیں ۔
مُطَهَّرَةٍ ۔ اِس لفظ کے معنے ہیں محفوظ کیئے گئے ، یعنی یہہ صحیفے شریروں کی دستِ بُرد سے محفوظ ہیں ۔ اِس مقام پر صُحُفٍ کی صفت مُطَهَّرَةٍ واقع ہوئی ہے ۔ دوسرے مقام پر کتاب کی صفت محفوظ درج ہے ۔ (دیکھو مفصّل بحث مندرجہ فصل دہم)
صحیفہ اور کتاب مترادف الفاظ ہیں ۔ چوں کہ صحیفہ کی صفت مطہرۃٍ اور کتاب کی صفت محفوظ واقع ہوئی ہے اِس واسطے مُطَهَّرَةٍ اور محفوظ بھی ہم معنے ہیں ۔
سفرۃ ۔ جمع سافِر کی ہے ، جیسے کتبۃ جمع کاتِب کی ہے سافِر اور کاتِب ہم معنے ہیں ، سفر بالکسر کے معنے ہیں کتاب جس کی جمع اسفار بہ معنے کُتُب ہے ۔ قرآنِ مجید سے اِسی معنی کی تائید ہوتی ہے ۔ دیکھو آیاتِ ذیل ۔

(۱۰) مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۶۲/۵ پ ۲۸ ع ۱۱	اُن لوگوں کی مثال جن کو تورات دی گئی پھر اُنہوں نے اُس کو نہ اُٹھایا اُس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اُٹھاتا ہے ۔

بَرَرَةٍ یا ابرار سے جماعت متقین مراد ہے ، اِن کا ماخذ بِرّ ہے جس کی تعریف قرآن مجید میں اِس طرح کی گئی ہے ۔

(۱۱) لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ	یہہ کچھ نیکی نہیں ہے کہ اپنے مُونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو ولیکن نیکی وہ

اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	شخص کرتا ہے جو ایمان لایا اللہ
وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ	پر اور قیامت کے دن پر اور ملائکہ
وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الْمَالَ	پر اور تمام کتابوں پر اور تمام
عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی	نبیوں پر اور دیا مال اُس کی
وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ	محبت پر قرابتیوں اور یتیموں
السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی	اور مسکینوں اور مسافروں
الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ	اور سوال کرنے والوں کو اور
وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَہْدِ	غلاموں کے آزاد کرانے میں
ہِمْ اِذَا عٰہَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِیْنَ	اور قائم کی صلوٰۃ اور دی زکوٰۃ
فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ	اور اپنے عہد کے پورا کرنے
الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا	والوں کو جب کہ وہ عہد کریں
وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ ؕ	اور خوف اور تکلیف میں صبر
$\frac{۲}{۱۷۷}$ پ ۲ ع ۶	کرنے والوں کو اور لڑائی کے

وقت ، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں ۔

اِس آئت میں لفظ اَلْبِرّ کی تشریح کے ساتھ یہہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ابرار کو متقین بھی کہا گیا ہے ۔ تمام تعریف مندرجہ آئت نوعِ انسان پر استعمال ہوئی ہے اور درحقیقت اِنسان ہی اِس کا صحیح مورد و مصداق ہوسکتا ہے ۔

سفرۃٍ کرامٍ بررہ سے کاتبینِ متقین کی جماعت مراد لینا بالکل آیاتِ مذکورۂ بالا کے سیاق کے مطابق ہے ۔

آئت نمبر (۱) مندرجہ شروع فصل کے تمام الفاظ کی تشریح اور تفسیر سے جو حسبِ آیاتِ قرآنِ مجید کی گئی ہے اور الفاظِ

آیت کے باہمی ربط کے لحاظ سے ایک صحیح دماغِ انسانی اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جاتا ہے کہ قرآنِ مجید کا نصیحت ہونا، ایک قابلِ تکریم کتاب کی صورت میں باترتیب ضبطِ تحریر میں آنا، پاکباز جماعت کی حفاظت میں رہنا، نیکوکار کاتبوں کے ہاتھ سے لکھا جانا، شریروں کی مداخلت سے محفوظ ہونا، تمام ایسے اوصاف ہیں جو نوعِ انسان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس تشریح کے بعد آیت کا مطلب حسبِ ذیل ہوا۔

یہہ قرآنِ مجید ایک تذکرہ (نصیحت) ہے، جو شخص چاہے اس کو یاد رکھے، یہہ صحیفوں (سورتوں) پر مشتمل ہے، جن کو فضیلت دی گئی ہے، باترتیب لگی ہوئی ہیں، شریروں کی دست برد سے محفوظ ہیں، کاتبوں کی ایک جماعتِ صالحہ کے ہاتھوں سے ضبطِ تحریر میں آئی ہیں۔

فصلِ ششم

کلماتِ وحی نزول کے بعد سب سے پہلے قرآنِ مجید میں لکھے جاتے تھے

وحی کے نازل ہونے کے بعد بارگاہِ رسالت میں پہلا کام یہہ ہوتا تھا، کہ کلماتِ وحی کو کتاب میں درج کیا جائے، اِس کے بعد وحیِ مکتوب کی تبلیغ کی جاتی تھی، اِس کی شہادت آیاتِ ذیل سے ملتی ہے۔

(۱) وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ $\frac{18}{26}$ پ ۱۸ ع ۱۶ اور (اے رسول) پڑھ سنا جو کچھ تجھ پر وحی کی گئی ہے اپنے رب کی کتاب میں سے، اُس کے کلموں کو کوئی بدلنے والا نہیں، اور تو سوا اِس کے اور کوئی جائے پناہ ہرگز نہ پائیگا

(۲) اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ الخ $\frac{29}{44}$ پ۲۱ ع۱ اور پڑھ سنا جو کچھ تجھ پر وحی کی گئی ہے کتاب میں سے۔

ان آیتوں سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل جنابِ خاتم النبیّین کی طرف وحی آتی تھی۔

دوم وحی کے کلمات کتاب میں درج کیئے جاتے تھے۔

سوم کلماتِ وحی کا لوگوں کو سُنایا جانا کتابت کے بعد ہوتا تھا اور جو کچھ سُنایا جاتا تھا وہ اِسی کتاب کا جزو ہوتا تھا کیوں کہ کتاب میں سے سُنانے کا حُکم ہے۔

قرآنِ مجید کے دوسرے مقامات سے بھی التزامِ کتابت کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۳) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ۲/۱۷۳ پ ۲ ع ۶ — اے ایمان والو تم پر مقتولوں کی بابت قصاص لکھا گیا ہے۔

(۴) یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ۲/۱۷۹ پ ۲ ع ۷ — اے ایمان والو تم پر روزے لکھے گئے ہیں۔

اِن آیات سے معلوم ہوگا کہ کلمات اللہ بہ مجرّدِ سماع کے لِکھ لیئے جاتے تھے، یعنی وحی اور کتابت لازم و ملزوم تھے اسی مناسبت کی وجہ سے اِن آیات میں لفظ کُتِبَ بہ معنیٰ حکم استعمال ہوا ہے۔

اِسی مفہوم کو دوسرے مقام پر دوسرے طریق سے ادا کیا گیا ہے۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۵) اَمْ عِنْدَھُمُ الْغَیْبُ فَھُمْ یَکْتُبُوْنَ ۶۸/۴۷ پ ۲۹ ع ۴ — کیا اِن منکرین کے پاس علم غیب ہے پھر وہ (اُسے) لِکھ لیتے ہیں۔

اِس آیت میں اِس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ قرآنِ مجید کی وحی تو لِکھ لی جاتی ہے، کیا اِن منکرین کے پاس بھی کوئی غیب سے وحی آتی ہے جس کو وہ بھی لِکھ لیتے ہیں۔

(۶) اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا — کیا اِن لوگوں کے لیئے (یہ)

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۵۰/۲۹	کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ایسی قوم کے لیئے ہے جو ایمان لاتی ہے۔

پ ۲۱ ع ۲

اِس آیت کے ذریعے اُن تمام اوہام کو رفع کیا گیا ہے جس سے کسی آیتِ غیر مکتوب کا تصوّر بھی ذہن میں آسکتا تھا اور کھول کر بتلا دیا گیا ہے کہ ہم نے خاتم النبیین پر جو کتاب نازل کی ہے اور جو لوگوں پر پڑھی جاتی ہے کیا وہ اُن کے واسطے کافی نہیں ہے، بے شک ایمان والوں کے واسطے اِسی کتاب میں رحمت اور نصیحت ہے۔

نزولِ وحی کے زمانے میں تمام نازل شدہ کلماتِ وحی کا تحریر ہو کر بصورتِ کتاب جمع اور مرتّب ہونا ایک مشہورِ عام واقعہ تھا، چنانچہ قرآنِ مجید میں اگر ایک مقام پر لفظِ قرآن استعمال ہوا ہے تو دوسرے مقام پر اُسی کی مشابہ آیت میں لفظِ کتاب آگیا ہے۔

اِسی کتابت کے لزوم کی وجہ سے قرآنِ مجید کا دوسرا نام اَلکِتَاب یا اَلکِتَاب المبین آیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل۔

(۷) الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ؕ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ۱-۲/۱۲	یہہ اس کتاب بیان کرنے والی کی آیتیں ہیں جس کو ہم نے بنایا ہے عربی قرآن تاکہ تم سمجھو۔

پ ۱۲ ع ۱۱

(۸) حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۚ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا	قسم ہے اِس کتاب بیان کرنے والی کی ہم نے اِس کو بنایا

لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۴۳/۲-۱ پ ۵ ع ۷ — ہے (کیا ہے) عربی قرآن تاکہ تم سمجھو.

علاوہ اِس کے اِن آیتوں میں الفاظِ ذیل واقع ہوئے ہیں "اَنْزَلْنٰہُ. جَعَلْنٰہُ" جو ہم مضمون ہیں دونوں میں ضمیرِ واحد کا استعمال ہوا جس کا مرجع بھی واحد ہونا ضروری ہے. دونوں آیتوں میں ضمیر کا مرجع اَلْکِتَاب ہے اگر قرآنِ مجید علیحدہ علیحدہ اجزا میں پراگندہ ہوتا تو نہ اُس پر ضمیرِ واحد کا استعمال ہوتا نہ اُس پر اَلْکِتَاب کا لفظ صادق آتا.

قرآنِ مجید کے مکتوب ہونے کا واقعہ ایسا عام تھا کہ کفّار کو بھی نزولِ وحی کے زمانے میں اِس امر کا اقرار ہی کرنا پڑا، گو وہ بدقسمتی سے اِس عظیم الشّان نعمت سے محروم رہ گئے. دیکھو آیتِ ذیل.

(۹) وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۲۵/۶ پ ۱۸ ع ۱۶۔ — اور کفّار نے کہا (یہ) پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اِس رسول نے اِن کو لکھ یا لکھا رکھا ہے پھر وہی اُس پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں.

فصلِ ہفتم

قرآنِ مجید کی ترتیب وحی سے ہوئی

حقیقی مذہب اسلام کا یہہ ایک محقق مسئلہ ہے کہ جنابِ خاتم النبیین نے وحیِ الٰہی کی ہدایت سے تمام کلمات اللہ کو الکتاب (قرآنِ مجید) میں ترتیب دیا۔ جنابِ ممدوح کی حیاتِ بابرکات میں کاتبوں نے اِسی ترتیب سے اُس کو لکھا، اور حافظوں نے اِسی طرح اُس کو حفظ کیا۔ یہہ مضمون قرآنِ مجید میں کئی طریق سے بیان ہوا ہے، اِس مقام پر اُن میں سے صرف تین طریق لکھے جاتے ہیں۔

طریقِ اوّل

اِس میں وہ آئتیں درج ہیں جن سے
خالص ترتیب کے مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) طٰہٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی ۲۰/۱-۳ پ۱۶ ع ۱۰

نہیں نازل کیا ہم نے تجھ پر یہہ قرآن تاکہ تو تکلیف اُٹھائے مگر نصیحت ہے اُس شخص کے لیئے جو ڈرتا ہے یہہ ترتیب اُس ذات پاک کی طرف سے ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔

(۲) الٓمّٓ تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اِس

لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ کتاب (قرآنِ مجید) کی ترتیب
اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ رب العالمین کی طرف سے ہے
هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ الخ کیا یہہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کتاب
$\frac{۳۲}{۱-۲}$ پ ۲۱ ع ۱۴ کو اِس رسول نے خود ترتیب دے
لیا ہے (ایسا نہیں) بلکہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے۔
(۳) تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ اِس کتاب کی ترتیب اللہ غالب
الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ $\frac{۳۹}{۱-۲}$ پ ۲۳ ع ۱۵ حکمت والے کی طرف سے ہے
اِن آیات میں لفظِ تَنْزِيلُ قابلِ غور ہے، جس سے آیات
کی مواصلت یا ترتیب مراد ہے، جیسا کہ دوسری آیت میں اِس
کی تصریح کی گئی ہے۔ دیکھو آیت ذیل۔
(۴) وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ اور بے شک ہم نے اُن لوگوں
الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ط کے واسطے قرآنِ مجید کو ترتیب
$\frac{۲۸}{۵۱}$ پ ۲۰ ع ۲ دیا ہے تاکہ یہ نصیحت حاصل کریں
تنزیل بہ معنے ترتیب کی دوسری آیات سے بھی شہادت ملتی
ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔
(۵) وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ جس دن پھٹ جائیگا آسمان ساتھ
بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ بادلوں کے اور ملائکہ ترتیب وار
تَنْزِيلًا ط $\frac{۲۵}{۲۶-۲۷}$ پ ۱۹ ع ۱ قائم ہوں گے۔
(۶) يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ جس دن روح اور ملائکہ ترتیب
وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا $\frac{۷۸}{۳۸}$ پ ۲۶ ع ۲ وار قائم ہوں گے۔
آیت نمبر (۵) میں ذکرِ قیامت کے سلسلہ میں تنزیلِ ملائکہ
کا ذکر ہے۔
آیت نمبر (۶) میں تنزیل کی تفسیر صَفًّا سے کی گئی یعنی

قیامت کے دن ملائکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں صف بستہ (ترتیب وار) کھڑے ہوں گے۔

لغت میں بھی تنزیل کے معنے ترتیب دینے کے ہیں۔ دیکھو منتہی الارب۔

آیات نمبر (۱ تا ۳) میں اس کتاب (قرآنِ مجید) کی تَنْزِیْل (مواصلت یا ترتیب) کو اُس ذاتِ پاک کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

ا۔ جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو ایک خاص ترتیب میں پیدا کیا ہے۔

ب جس نے ہمیشہ اہلِ عالم کی تربیت کی ہے اور جو آئندہ تربیت کرے گا۔

ج جو سب پر غالب اور کامل حکمت والا ہے۔

بعض منکرین خیال کرتے تھے کہ یہ قرآنِ مجید جنابِ خاتم النبیین کا اپنا بنایا ہوا اور اپنا ترتیب دیا ہوا ہے، آیت نمبر (۲) میں صاف طور پر اس امر کی تردید کی گئی ہے، اور بتلایا گیا کہ یہ قرآنِ مجید اس رسول کا اپنا بنایا ہوا نہیں، بلکہ اس کی تنزیل (ترتیب) ربّ العالمین کی طرف سے ہے۔

آیت نمبر (۱) میں بیان ہوا ہے کہ آیات کی ترتیب سے وہ لوگ مستفید ہوتے ہیں جن کے دلوں میں خشیت (ڈر) ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ خشیت عالمانِ کتاب اللہ کا حصہ ہے۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۷) إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۲ ط ۳۵/۲۵ پ ۲۲ ع ۱۶ — اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علما ڈرتے ہیں۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حلِّ مطالب کے لیئے آیات کا باہمی ربط بجائے خود ایک تفسیر ہے، جس پر دوسری تفسیری آیات سے مزید روشنی پڑتی ہے۔ ان ہردو معیار کو نظر انداز کرنے کی صورت میں انسان بمشکل کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کتاب اللہ کے حقیقی علم حاصل کرنے کا راز یہی ہے۔ کہ ترتیب آیات سے نصیحت حاصل کی جائے اور تفسیری آیات سے بصیرت کو بڑھایا جائے۔

طریقِ دوم

اس میں وہ آیتیں درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ
قرآنِ مجید باوجود متفرق طور پر نازل ہونے کے
باترتیب رکھا جاتا تھا۔

(۱) وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ‎١٧/١٠٧ پ ۱۵ ع ۱۲

اور یہہ قرآن کہ بیان کیا ہم نے اس کو اس کی غرض یہہ ہے کہ (اے رسول) تو اس کو لوگوں پر وقفہ سے پڑھے اور ہم نے اس کو خاص ترتیب میں کر دیا ہے۔

(۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ‎٢٥/٣٢ پ ۱۹ ع ۱

کہا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے کیوں نہ اس رسول پر سارا قرآن ایک بار نازل ہوا اسی طرح ہم نے اُس کو اُتارا ہے تاکہ ہم اس سے تیرے دل کو مضبوط رکھیں اور ہم نے اس کو خاص ترتیب میں تالیف کیا

آیاتِ نمبر (۱ و ۲) کے پہلے حصّوں میں صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ قرآنِ مجید ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا، اور اُس کے متفرق طور پر نزول کی اغراض حسبِ ذیل ہیں۔

اوّل جنابِ خاتم النّبیین جماعتِ مخاطبین کو آسانی کے ساتھ قرآنِ مجید سنا سکیں، اور سامعین آسانی کے ساتھ اُس کو محفوظ رکھ سکیں۔

دوم جنابِ ممدوح کے لوحِ دل پر کلماتُ اللہ کا نقش ہو جائے، تاکہ ہر وقت اور ہر حال میں تبلیغِ وحی پر قادر ہوں۔

اِس کے بعد دونوں آیتوں کے پچھلے حصّوں میں الفاظِ تنزیل اور ترتیل واقع ہوئے ہیں، دونوں آیتیں مختلف انداز میں ایک ہی مفہوم مذکورۂ بالا کو ظاہر کرتی ہے، جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ لفظِ تنزیل اور ترتیل ہم معنیٰ ہیں، اور اِن سے قرآنِ مجید کی ترتیب و تالیف مراد ہے جس کو دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔

تنزیل کے معنیٰ کی تشریح طریقِ اوّل میں ہو چکی ہے۔ ترتیل کے معنی لغت میں اِس طرح مرقوم ہیں، نیکو تالیف نمودن دیکھو منتہی الارب۔ صاحبِ قاموس نے اِس معنیٰ کو اور بھی واضح الفاظ میں ادا کیا ہے۔ یعنی فقرۂ عرب رتل الکلام ترتیلا کے معنیٰ ہیں احسنَ تالیفہ (اُس نے اُس کو اچھی طرح ترتیب دیا)

قرآنِ مجید اگر ایک ہی دفعہ اہلِ عالم کے روبرو پیش کیا جاتا تو اُس کی ترتیب کی نسبت کوئی سوال پیدا نہ ہوتا،

مگر چونکہ اِس وحیِ ربّ العالمین کو وقتاً فوقتاً سنایا گیا ، اِس واسطے اِس کی ترتیب کا سوال بھی پیدا ہوگیا ، جس کا فیصلہ کرنا قرآنِ مجید کے لیئے لازم تھا ، کیوں کہ آیات کی موصلت اور ترتیب سے جو مضامین پیدا ہوتے ہیں اُن کا قطعی الدّلالت (یقینی) ہونا اِسی سوال کے فیصلہ پر منحصر تھا ۔

آیات نمبر (۱ و ۲) نے اِس سوال کو احسن طور پر فیصل کر دیا کہ قرآنِ مجید گو متفرق طور پر نازل ہوا ہے پھر بھی اُس کی ترتیب اور تالیف مِن جانب اللہ ہے یعنی سلسلۂ ترتیبِ آیات سے جو مضامین پیدا ہوتے ہیں وہ ایسے ہی یقینی ہیں جیسے ایک آیت کا اندرونی مضمون ۔

طریقِ سوم

اِس میں وہ آیتیں درج ہیں جن میں قرآنِ مجید کی ترتیب کی تبدیلی پر وعید مرقوم ہے ۔

(۱) وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۱۰/۱۶ پ ۱۱ ع ۷	اور جب اُن پر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں ، وہ لوگ جو ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے کہتے ہیں اِس کے سوا ایک اور قرآن لا ، یا اِس کو بدل ڈال کہہ دے (اے رسول) مجھ سے نہیں ہوگا کہ میں اِس کو اپنی طرف سے بدل دوں ، مَیں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو میری طرف وحی کی گئی

ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔

ایک جماعت نے جو بعثِ بعدِ الموت (قیامت) کی منکر تھی ، جنابِ خاتم النبیین کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا ، کہ وہ اس نسخۂ قرآنِ مجید کو پسند نہیں کرتے جو دربارِ رسالت میں موجود ہے ، اور چاہتے ہیں کہ

ا اس کو کسی اور صورت میں کردیا جائے جو موجودہ شکل کے مغائر ہو ۔ یا

ب اس میں کچھ تبدیلی کی جائے ۔

اس کا جواب اس طرح پر دیا گیا کہ

اوّل ۔ قرآنِ مجید میں کسی قسم کی اپنی طرف سے تبدیلی کرنا منصب رسالت کے خلاف ہے ۔

دوم قرآنِ مجید کے متعلق ہر ایک امر میں (تبلیغ ہو یا جمعیت یا ترتیب) صرف اللہ تعالیٰ کی وحی کا اتّباع کیا جاتا ہے

سوم ۔ اِن امور کی خلاف ورزی میں عذابِ قیامت تیار ہے ۔

یہہ آیت صاف اور صریح شہادت اس امر کی ہے کہ قرآنِ مجید کی ترتیب بذریعۂ وحی ہوئی اور اس ترتیب میں کسی قسم کی مداخلت خود جنابِ ممدوح کی طرف سے بھی نہیں ہوئی ۔ کیوں کہ اس آیت میں ہر ایک قسم کی تبدیلی کو گناہ قرار دیا گیا ہے جس کی پاداش میں مرتکب کے لیئے قیامت کا عذاب ہے ۔

قطع نظر اس کے کسی رسولِ ربّ العالمین کی یہہ شان نہیں ہے کہ وہ امورِ متعلقۂ رسالت میں اپنی طرف سے کسی

قسم کی مداخلت کرے ۔ دیکھو آیاتِ ذیل ۔

(۲) وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ ۱۳/۳۹ پ ۱۳ ع ۱۲

اور نہیں لائق کسی رسول کے واسطے یہہ کہ کوئی حکم آیت لائے مگر اللہ کے اذن سے ۔

(۳) وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ ۱۴/۱۴ پ ۱۳ ع ۱۴

(کہا رسولوں نے) ہمارے لائق نہیں ہے کہ ہم تمہارے پاس کوئی دلیل (آیت) لائیں مگر اللہ کے حکم سے ۔

(۴) فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۱۶/۳۷ پ ۱۴ ع ۱۱

پھر رسولوں کا کچھ ذمہ نہیں ہے بجز صاف صاف (حکم) پہنچا دینے کے ۔

یہ آیتیں رسالت الٰہی کے اعلیٰ منصب کی کیفیت ظاہر کرتی ہیں ، یعنی اللہ تعالیٰ کا رسول جس آیت کو لاتا ہے اور جس محل پر لاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاتا ہے ۔

فصلِ ہشتم

دربارِ رسالت میں قرآنِ مجید کا ایک جامع
اور مرتّب نسخہ ہر وقت موجود رہتا تھا۔

قرآنِ مجید کی بہت سی آیتیں اُس کے مطالعہ کرنے والے کو آسانی کے ساتھ اِس نتیجہ پر پہنچا دیتی ہیں، کہ اِس کتاب کا جس قدر حصّہ وقتاً فوقتاً نازِل ہوتا تھا وہ بطور اصل جامع نسخہ کے بارگاہِ رسالت میں ہر وقت موجود رہتا تھا۔

چنانچہ جنابِ خاتم النّبیّین نے سب سے پہلے جس کتاب پر خود ایمان لانے کا اِعلان فرمایا وہ وہی نسخہ قرآنِ مجید تھا جو بطورِ اصلِ کتاب کے دربارِ نبوی میں موجود تھا، اور جس کی نقول مومنین کے پاس تھیں۔ پھر عام مومنین کو اُسی کتاب پر ایمان لانے کی دعوت فرمائی، پھر اُسی کتاب کو نصابِ تعلیم مقرر فرما کر خواندہ جماعت میں خود بذاتِ اقدس اُس کی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمایا۔

وعظ و تذکیر کے وقت وہی کتاب جنابِ ممدوح کی رفیق ہوتی تھی، مخالفین کو نہائت دلیری اور آزادی کے ساتھ اُسی کتاب پر تدبّر اور تفکّر کے واسطے اُکسایا جاتا تھا، اُسی کتاب کو ہمیشہ مفصّل اور جامع ظاہر فرمایا جاتا تھا۔

اِن تمام اُمور کے متعلق قرآنِ مجید میں شہادتیں موجود ہیں جن کو آسانی کی غرض سے مختصراً علیحدہ علیحدہ ضمنوں

میں بیان کیا جائے گا۔

پہلا ضمن

وہ آیات جن میں خود جناب خاتم النّبیین کے ایمان بالکتاب کا بیان ہے۔

(۱) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ البقرۃ $\frac{۲}{۲۸۵}$ پ ۳ ع ۸ — ایمان لایا یہہ رسول اس کتاب پر جو اس پر اس کے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی۔

(۲) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ۔ $\frac{۳۹}{۲}$ پ ۲۳ ع ۱۵ — ہم نے تیری طرف (اے رسول) کتابِ برحق نازل کی ہے پھر تو اللہ کی عبادت کر اس حال میں کہ تو اس کے واسطے دین کو خالص کرنے والا ہے۔

آیت نمبر (۱) میں بیان ہے کہ جو کچھ جنابِ ممدوح پر ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوا پہلے وہ خود اس پر ایمان لائے۔

آیت نمبر (۲) میں بتلایا گیا ہے کہ جو کچھ نازل ہوا وہ الکتاب کی شکل میں مرتّب ہوا، اور اس پر ایمان لانے کے علاوہ خود جنابِ ممدوح کو خلوصِ قلب کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم ہوا۔

(۳) وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ط $\frac{۴۲}{۱۴}$ پ ۲۵ ع ۳ — کہہ دے (اے رسول) میں اس پر ایمان لایا جو اللہ نے کتاب سے نازل کیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

تم میں عدل قائم کروں۔

اِس آیت سے اِس امر کا جتلانا مقصود ہے کہ اِس کتاب پر ایمان اور عمل جنابِ ممدوح کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ اِس کو اہلِ عالم کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہے، اور جنابِ ممدوح مامور ہوئے ہیں کہ اِس کتاب کے ذریعے سے دُنیا میں عدل کی مستحکم بُنیاد قائم کریں۔

یہ شان دار اور پُرشوکت الفاظ جس عظیم الشّان روحانی سلطنت کے بنیادی پتھر کی صورت میں جلوہ گر ہوئے ہیں نہایت صفائی سے ظاہر کر رہے ہیں کہ اُس کا بانی ایسا شخص نہیں جو خلقُ اللہ کو ایک انسان کی رائے کے تابع کرنا چاہتا ہے، بلکہ اُس کا دعوے خالص اِس امر پر مبنی ہے کہ وہ مامور ہے رسول ہے اور اِس امر کا پابند ہے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰہ کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب رکھے۔ تاکہ وہ کتاب آنے والی ضرورتوں میں

ا۔ اپنے عمل کرنے والوں کو تاریک دُنیا میں محفوظ اور پُرامن راہیں بتلائے۔

ب عام لوگوں کو اِس پاک اور برگزیدہ مذہب کے اصول اور طریقہ ہائے عمل سے آگاہ کرے۔

اِسی کتاب کا دوسرا نام قرآن ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۴) الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ۝ یہ اِس کتاب یعنی قرآن بیان کرنے والے کی آیتیں ہیں۔

۱۵/۱ پ ۱۴ ع ۱

(۵) طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ یہ اِس قرآن یعنی کتاب

اَلْقُرْاٰنِ وَّکِتَابٍ مُّبِیْنٍ بیان کرنے والی کی آیتیں
۲۷/۱ پ ۱۹ ع ۱۶ ہیں ۔

یہہ دونوں آیتیں ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں ،
آیت نمبر (۴) میں جس مجموعہ کو الکتاب سے تعبیر کیا ہے،
آیت نمبر (۵) میں اُسی مجموعہ کو اَلْقُرْاٰن فرمایا ہے ،
اِسی طرح آیت نمبر (۴) میں لفظ قرآن اور اُس کے مقابل
آیت نمبر (۵) میں لفظ کتاب کا استعمال ہوا ہے جس سے
مقصود یہہ ہے کہ اَلْکِتَاب کا دوسرا نام اَلْقُرْاٰن ہے ۔

دوسرا ضمن

وہ آیات جن میں مخاطبینِ رسالت کو اصل مکتوب
نسخۂ قرآن مجید کی طرف دعوت کی گئی ہے

(۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا اے ایمان والو اللہ اور اُس
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ کے رسُول پر اور اُس کتاب
الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اپنے
۴/۱۳۵ پ ۵ ع ۱۷ رسُول پر اُتاری ہے ۔

اس آیت میں اَلْکِتَاب (قرآن مجید) کی موجودگی کو
ایک اور شکل میں ظاہر کیا گیا ہے ، یعنی مومنین کے ایمان
کا مدار دو باتوں پر ہے ۔

اوّل اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا۔

دوم اللہ تعالیٰ کے رسول کی حیثیتِ رسالت پر ایمان لانا۔

اِن دونوں باتوں کی تشریح واؤ تفسیر کے ساتھ اِسی آیت
میں کردی گئی ہے ، یعنی اِن پر ایمان لانے کا مطلب یہہ
ہے کہ اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اپنے رسول پر

نازل کی ہے، اور جس کی تبلیغ جناب خاتم النبیین کو منصب رسالت سے ممتاز کرتی ہے۔

(۲) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٦/١٥٦ پ ۸ ع ۷

اور یہ مبارک کتاب ہے اس کو ہم نے نازل کیا ہے پھر تم اس کی پیروی کرو اور ڈرو تاکہ تم رحم کیئے جاؤ۔

جس طرح اِس کتاب پر ایمان لانا اور عمل کرنا جنابِ ممدوح کا ذاتی فرض تھا، اُسی طرح آئت نمبر (۲) میں مومنین کو حکم ہوا ہے کہ وہ بھی اِسی کتاب پر ایمان لائیں اور عمل کریں کیوں کہ ایسا کرنا باعثِ رحمت ہے۔

آئت نمبر (۲) میں لفظِ هٰذَا غور کے لائق ہے، قرآنِ مجید کی زبان میں هٰذَا سے جب کسی مادّی شئے کی طرف اشارہ ہو تو اُس کا اُس مقام پہ مجموعاً موجود ہونا ضروری ہے، اِس کی مثالیں قرآنِ مجید میں بہ کثرت موجود ہیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

۱۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ٢/٧٣ پ ۱ ع ۹

پھر افسوس اُن لوگوں پر ہے جو اپنے ہاتھوں سے ایک کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اُس کے ذریعہ تھوڑا مول لے لیں۔

اِس آیت سے صرف اِس قدر استدلال مقصود ہے کہ ایک جماعت اپنے خیالات سے ایک کتاب لکھتی پھر اُسی کو هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (یہ اللہ کی طرف سے ہے) کہتی تھی

اِس آیت میں اُسی کتاب پر جو اُن کے ہاتھوں میں مجموعًا موجود تھی لفظِ ھٰذَا بولا گیا تھا۔
ب۔ اِذۡھَبۡ بِّكِتٰبِىۡ ھٰذَا میرا یہہ مراسلہ لے جا۔ ۲۷/۲۸ پ ۱۹ ع ۱۷
اِس آیت میں ھٰذَا کا مشارُٗ الیہ وہ مُراسلۂ شاہی متعلق بہ تبلیغِ رسالت تھا جس کو جنابِ سلیمان ؑ نے پہلے سفیر کے حوالے کیا پھر اُسی کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا "یہہ میرا مراسلہ لے جا۔"
جب مشار الیہ دو یا زیادہ ہوں تو اُسی نسبت سے صیغۂ تثنیہ ھٰذَان یا صیغۂ جمع ھٰؤُلَاءِ اِستعمال کیا جاتا ہے۔
ھٰذَا کا اِشارہ جہاں کتاب کے سوا اشیا یا اشخاص پر ہوا ہے اُس کی بھی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں اِن سب میں مشار الیہ کا اُس مقام پر مجموعًا موجود ہونا پایا جاتا ہے۔
ج۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًا ۚ قَالَ يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۳۲/۳۲ پ ۳ ع ۱۲ جب زکریا اُس (مریم) کے پاس عبادت گاہ میں جاتا تو اُس کے پاس کھانے کی چیز پاتا (زکریا نے ایک دفعہ) کہا اے مریم تیرے لیئے یہہ چیز کہاں سے آئی ہے (مریم) نے کہا اللہ کے پاس سے۔
جنابِ زکریا ؑ مریم صدیقہ ؑ کے مذہبی متکفل تھے، وہ ممدوحۂ مذکورہ کو دیکھنے کے واسطے اُس کے مکان میں جایا کرتے تھے ایک دفعہ اُس کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاکر دریافت فرمایا یہہ کہاں سے ملی ہیں اُنہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے

بھیج دی ہیں ۔

د۔ اِذْ هَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا میری یہہ قمیص لے جاؤ ۔

۱۲/۹۳ پ ۱۳ ع ۴

جنابِ یوسف ؑ نے اپنی موجودہ قمیص کی طرف اشارہ کرکے بھائیوں کو حکم دیا کہ اِسے میرے باپ (جنابِ یعقوب ؑ) کی حضور میں لے جاؤ ۔

ھ۔ اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ کیا یہی ہے جس کو اللہ نے رَسُوْلًا ۲۵/۴۳ پ ۱۹ ع ۲ رسول بناکر بھیجا ہے ۔

اِس آیت میں ھٰذَا کے مشارٌ الیہ جنابِ خاتم النّبیّین ہیں جنہیں دیکھ کر کفّار آپس میں کہا کرتے تھے کیا یہی وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہے ۔

تمام آیاتِ متذکرۂ بالا میں جب مشارٌ الیہ کا اُس مقام پر موجود ہونا تسلیم کیا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جن مقامات میں قرآنِ مجید کی نسبت ھٰذَا کا اِستعمال ہوا ہے وہاں اُس کا یک جا موجود ہونا تسلیم نہ کیا جائے ۔

اِس مقام پر چند آیات کا درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو آئت نمبر (۲) کی تائید میں ہیں ۔

(۳) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۱۸/۵ پ ۱۵ ع ۱۳ پھر شاید تو (اے رسول) اپنی جان کو مارے غم کے ان لوگوں کے پیچھے ہلاک کرنے والا ہے کہ یہہ اِس قرآن پر ایمان نہیں لائے ۔

(۴) وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اور کہا رسول نے اے میرے

اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا	رب بے شک میری قوم نے
الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۲۵/۳۲ پ ۱۹ ع ا	اِس نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے
وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى	اور اِس پہلے موسیٰ کی کتاب
اِمَامًا وَّ رَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ	امام اور رحمت تھی اور یہ کتاب
مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا	ہے تصدیق کرنے والی عربی
لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى	زبان میں ، تاکہ آگاہ کرے
لِلْمُحْسِنِيْنَ ۴۶/۱۱ پ ۲۶ ع ۲	اُن لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا

اور بشارت ہے احسان کرنے والوں کے واسطے ۔

اِن آیات میں بتلایا گیا ہے کہ یہی نسخۂ قرآنِ مجید ہے

ا جس پر ایمان نہ لانا باعثِ ملالِ سیّد الابرار ہے ۔

ب جس سے علیحدگی اختیار کرنے پر قوم کا اِصرار ہے ۔

ج جس میں محسنین کے لیئے بشارت اور ظالموں کے لیئے اِنذار ہے ۔

تیسرا ضمن

وہ آیات جن سے اِسی قرآنِ مجید کا نصابِ تعلیم مقرر ہونا پایا جاتا ہے

(ا) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	بے شک اللہ نے ایمان والوں
اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ	پر احسان کیا جب اُنہیں میں
اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ	سے اُن میں رسول بھیجا پڑھ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ	سناتا ہے اُن کو اللہ کی آیتیں
وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ	اور اُنہیں پاکیزگی کی راہ بتلاتا
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۳/۱۵۸	ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم
پ ۴ ع ۸	دیتا ہے اور بے شک وہ اِس

سے پہلے کھُلی گمراہی میں تھے ۔

اس آیت کو اس امر کی شہادت میں پیش کیا جاتا ہے، کہ زمانِ سعادت اقتران جنابِ خاتم النبیین میں جو لوگ تعلیم کی قابلیت رکھتے تھے اُن کو کتابُ اللہ کی تعلیم دے کر اور جو لوگ اس درجے کے نہ تھے اُن کو کتابُ اللہ سُنا کر، وحی کی تبلیغ کی جاتی تھی، اور اس تعلیم اور تلاوت کے اہم فرض کو جنابِ ممدوح خود بنفسِ نفیس انجام فرماتے تھے۔

یہہ سلسلۂ تعلیم مقامی اشخاص تک ہی محدود نہ تھا بلکہ دُور دراز مقامات کے لوگوں کو بھی اس جماعت میں شامل ہونے کی تحریک کی جاتی تھی تاکہ وہ قرآنِ مجید کی تعلیم سے مستفید ہوکر اہلِ وطن کو اس نور کی روشنی سے منور کریں اس کے متعلق دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۲) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۭ ب ۳/۱۰۴ پ ۴ ع ۳

اور تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے کہ قرآن مجید کی طرف دعوت کرے اچھے کام کا حکم دیں اور بُرے کام سے روکیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

(۳) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْٓا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۭ ۹/۱۲۳ پ ۱۱ ع ۴

اور ممکن نہیں کہ مسلمان (مدافعت کے لیئے) سب کے سب نکلیں پھر کیوں نہ نکلی ہر فرقہ میں سے ایک جماعت تاکہ دین میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کے پاس واپس جاتے اُن کو

آگاہ کرتے تاکہ وہ (خواب غفلت سے) جاگ اٹھیں۔

(۴) بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ بلکہ وہ کھلی کھلی آیتیں ان
فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا لوگوں کے سینوں میں ہیں
الْعِلْمَ ط ۲۹/۴۸ پ ۲۱ ع ۱ جن کو قرآنِ مجید کا علم دیا
گیا ہے۔

اِن تعلیم پانے والوں کی دو جماعتیں تھیں ایک جماعت اطرافِ مُلک میں قرآنِ مجید کی شہادت ادا کرنے کے واسطے تیار کی جاتی تھی جس کا ذکر آیات نمبر (۲ و ۳) میں ہے دوسری جماعت قرآنِ مجید کو بغیر مدد کتاب کے اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی تھی۔ اِن جماعتوں کی بُنیاد ایسے مضبوط طریق پر رکھی گئی تھی کہ جب تک اِسلام قائم رہے یہہ جماعتیں بھی موجود رہیں۔ اِن جماعتوں کے تعلیمی نتائج کے متعلق دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۵) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اللہ نے گواہی دی کہ بے شک
اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اللہ
الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ط اور ملائکہ اور اہلِ علم نے
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ انصاف پر قائم ہو کر گواہی
۳/۱۶ پ ۳ ع ۱۰ دی کہ اللہ غالب حکمت
والے کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

(۶) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کافر کہتے ہیں تو رسُول
لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى نہیں کہہ دے اے رسُول
بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ میرے اور تمہارے درمیان
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ اللہ کافی گواہ ہے اور وہ

۱۳/۴۳ پ ۱۳ ع ۱۲ لوگ جن کو الکتاب (قرآن مجید) کا علم ہے۔ (گواہ ہیں)

(۷) وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۲۹/۴۳ پ ۲۰ ع ۱۶

اور یہہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے واسطے بیان کرتے ہیں اور اِن کو سوائے اہلِ علم کے کوئی نہیں سمجھتا۔

(۸) وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۳۴/۶ پ ۲۲ ع ۶

اور وہ لوگ جن کو (قرآنِ مجید کا) علم دیا گیا ہے جانتے ہیں کہ جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور اللہ غالب، حمد کے لائق کے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

یہی جماعت تھی جنہوں نے طلبِ حق کی راہ سے قرآنِ مجید کا علم حاصل کیا، اور مذہبِ اسلام کی حقانیت اور ذاتِ باری کی وحدانیت پر آزادی اور انصاف سے شہادت دی۔

یہی جماعت تھی جن کی شہادت کو تصدیقِ رسالت کے واسطے تمام اِنسانی جماعت میں کافی سمجھا گیا۔

یہی جماعت تھی جن کے سر پر سب سے اوّل تعلیمِ قرآنِ مجید کا تاج رکھا گیا۔

یہی جماعت تھی جنہوں نے اہلِ عالم کو دکھلا دیا کہ یہی کتابِ برحق (قرآنِ مجید) صراطِ مستقیم کی طرف رہ نمائی کرتی ہے۔

اِس جماعت کی روحانی ترقیات کا اندازہ قرآنِ مجید کا بہت سا حصہ مطالعہ کرنے کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اِس مقام پر صرف چند آیات بلحاظِ مناسبتِ مضمون لکھی جاتی ہیں۔

(۹) إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۭ ۳۵/۲۵ پ ۲۲ ع ۱۶

اللہ سے صرف اُس کے بندوں میں سے قرآن مجید کے جاننے والے ڈرتے ہیں بے شک اللہ غالب بخشنے والا ہے۔

(۱۰) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۭ ۵۸/۱۲ پ ۲۸ ع ۲

اللہ تم میں سے اُن لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے جو ایمان لائے اور جن کو (قرآنِ مجید کا) علم دیا گیا اور اللہ تمہارے عملوں سے آگاہ ہے

(۱۱) أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵۸/۲۲ پ ۲۸ ع ۳

یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے اُن کے دلوں کو ایمان سے روشن کر دیا ہے اور اپنے روح سے اُن کی تائید کی اور اُن کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہہ لوگ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور یہہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہہ ہے اللہ کی جماعت یاد رکھو بے شک اللہ ہی کی جماعت نجات پانے والی ہے۔

آیت نمبر (۹) میں بتلایا گیا ہے کہ جنہوں نے فی الحقیقت قرآنِ مجید کا علم حاصل کیا ہے اُن میں بطورِ نتیجۂ تعلیم خشیتِ الٰہی پیدا ہوگئی ہے۔

آیت نمبر (۱۰) میں بیان ہے کہ وہ جماعت جو ایمان کے ساتھ قرآنِ مجید کے علم اور ایمان سے بہرہ مند ہے عزّت اور رفعت کا تاج اُنہیں کے سروں پر ہے اور دونوں جہان میں کامیابی اُنہیں کا حصّہ ہے۔

آیت نمبر (۱۱) میں اِس عزّت کی تشریح اِس طرح پر کی گئی ہے کہ

ا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا کردی ہے۔

ب۔ اِس جماعت کی تائید روح القدس سے ہوتی ہے

ج یہہ جماعت ہمیشہ جنّت میں رہے گی۔

د اِس جماعت کی اِطاعت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور یہہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام پر راضی ہوئے

ھ یہہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں اور نجات اِسی جماعت کا حصّہ ہے۔

چوتھا ضمن

وہ آیات جن سے جناب خاتم النبیّین کے پاس وعظ و نصیحت کے وقت نسخۂ قرآنِ مجید کا مکتوب ہونا پایا جاتا ہے۔

(۱) واذکروا نِعمَتَ اللّٰہِ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو عَلَیکُم وَمَآ اَنزَلَ عَلَیکُم جو تم پر ہے اور جو کچھ تم مِّنَ الکِتٰبِ وَالحِکمَۃِ پر کتاب و حکمت سے اتارا

يَعِظُكُمْ بِهٖ ۲/۲۳۱
پ ۲ ع ۱۳

گیا ہے وہ (رسُول) تم کو اِس کتاب سے نصیحت کرتا ہے

(۲) وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۶/۱۹
پ ۷ ع ۸

اور (اے رسُول شہادت دے) میری طرف یہہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تم کو آگاہ کروں اور اُس شخص کو جسے (یہہ) پہنچے.

(۳) رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۶۵/۱۱
پ ۲۸ ع ۱۸

(اللہ کا) رسول تم پر اللہ کی کھلی کھلی آئتیں پڑھتا ہے تاکہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیئے تاریکی سے نور کی طرف نکالے.

(۴) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۹۸/۲
پ ۳۰ ع ۲۳

اللہ کا رسُول محفوظ صحیفے پڑھتا ہے جن میں سیدھی راہ ظاہر کرنے والی تحریرات ہیں.

آئت نمبر (۱) میں بیان ہوا ہے کہ اِس کتابُ اللہ کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر ایک اِنعام ہے، یہہ کتاب سراسر حِکمت ہے، اور اسی کتاب کا تم کو وعظ کیا جاتا ہے.

آئت نمبر (۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قُرآنِ مجید جنابِ خاتم النبیین کے پاس موجود تھا جس کی طرف

جنابِ ممدوح اشارہ کرکے بیان فرماتے تھے کہ یہی قرآن مجید ہے جو اِس زمانے میں وحی کے ذریعے سے مجھ پر نازِل ہوا ہے جس کا مُدعا یہہ ہے کہ مَیں تمام موجودہ اور آئندہ نسلوں کو بُرے افعال کے خطرناک نتائج سے آگاہ کردوں۔

آیت نمبر (۴۳) میں آیاتُ اللّٰہ اور آیت نمبر (۴۴) میں صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو ہم معنی ہیں یا ایک دوسرے کے مفسّر ہیں۔ دونوں آیتوں کا مفہوم یہہ ہے کہ جنابِ ممدوح اللّٰہ تعالیٰ کے رسول کی حیثیت میں لوگوں کو قرآن مجید پڑھ کر سُناتے ہیں تاکہ مومنینِ صالحین کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں۔

اِن تمام آیات سے معلوم ہوگا کہ رسالت کے اِس آخری دَور کا تمام دار مدار صرف قرآنِ مجید پر تھا، جس کو حرزِ جان کی طرح کتاب کی صورت میں ہر وقت اپنے پاس رکھا جاتا تھا۔

پانچواں ضمن

وہ آیات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخاطبین کے سامنے ایک مرتّب قرآنِ مجید غور و فکر کے واسطے پیش کیا جاتا تھا

(۱) وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ ۱۶/۴۴ پ ۱۴ ع ۱۲

اور ہم نے تیری طرف یہ قرآن مجید نازل کیا ہے تاکہ تو (اے رسُول) لوگوں کے سامنے بیان کردے جو اُن کی طرف

نازل ہوا ہے اور تاکہ وہ غور کریں ۔

(۲) اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۔ کیا پھر یہہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا اِن کے دلوں پر قفل ہیں ۔ $\frac{۴۷}{۲۶}$ پ ۲۶ ع ۷

(۳) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ ہم نے اِس برکت والی کتاب کو (اے رسُول) تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ یہہ لوگ اِس کی آیتوں پر غور کریں اور دانا نصیحت حاصل کریں ۔ $\frac{۳۸}{۲۸}$ پ ۲۳ ع ۱۲

یہہ سب آیتیں ایک دوسری کی مفسّر ہیں ، اور ظاہر کرتی ہیں کہ الذِّکر اور القُرآن کا مفہوم واحد ہے ، اور اِس کو ایک کتاب کی شکل میں اِس واسطے ترتیب دیا گیا ہے کہ اِس کی آیات پر تفکّر اور تدبّر کیا جاسکے ، اور اِس غور و فکر سے دانش مند نصیحت حاصل کریں ۔

جو کتاب اپنے اجزا کی جامع نہ ہو اُس پر فی الحقیقت نہ تو کبھی کتاب کا اِطلاق ہوسکتا ہے ، نہ ہی اُس کے مضامین کی نسبت غور و فکر کی جاسکتی ہے ، اگر مخاطب کو غور و فکر کے واسطے بُلایا جائے تو ساتھ ہی مُتکلم کا فرض ہوتا ہے کہ جِس کتاب پر غور کیا جاتا ہے وہ مجموعاً مخاطب کے سامنے پیش کرے ۔ ایسی کتاب کے موجود نہ ہونے ، یا متفرق مقامات میں بے ترتیب ہونے ، یا کُچھ مکتوب اور کُچھ غیر مکتُوب ہونے کی حالتوں میں کبھی ایسا زبردست دعوے نہیں ہوسکتا تھا جو آیاتِ

مذکورۂ بالا میں مرقوم ہے

چھٹا ضمن

وہ آیات جن سے قرآنِ مجید کا جامعِ وحی اور مفصّل ہونا پایا جاتا ہے۔

(۱) اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ط $\frac{6}{114}$ پ ۸ ع ۱
پھر کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم بناؤں پسند کروں اور وہ وہی ہے جس نے تم پر مفصّل کتاب نازل کی۔

(۲) وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ $\frac{7}{50}$ پ ۸ ع ۱۳
اور بے شک ہم نے اُن لوگوں کو ایک کتاب دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم سے مفصّل کر دیا ہے اُس قوم کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتی ہے۔

(۳) الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ط $\frac{11}{1}$ پ ۱۱ ع ۱۷
یہہ کتاب ہے کہ اُس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر مفصل کی گئی ہیں اللہ حکمت والے خبر رکھنے والے کی طرف سے۔

(۴) مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ $\frac{12}{111}$ پ ۱۳ ع ۲
یہہ قرآن جھوٹ بنایا ہوا نہیں لیکن اِس امر کی تصدیق ہے جو اِس کے سامنے ہے اور ہر ایک امر کی تفصیل ہے اور ہدایت اور رحمت ہے اُس قوم کے واسطے جو ایمان لاتی ہے۔

(۵) وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى جس میں ہر ایک امر کا بیان
وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ہے اور اسلام لانے والوں
۱۶/۹۱ پ ۱۴ ع ۱۸ کے واسطے ہدایت اور رحمت
اور بشارت ہے۔

آیت نمبر (۱) میں ہے کہ قرآنِ مجید کی موجودگی میں کسی اور کتاب کو مذہبی حکمرانی کا حق حاصل نہیں ہے، اور اس کا مفصّل ہونا ہی اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ وہ محتاجِ غیر نہیں۔

آیت نمبر (۲) میں ہے کہ عالم الغیب نے اپنے کامل علم کے مطابق قرآنِ مجید کو مفصّل کر دیا ہے، جو مومنین کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے۔

آیت نمبر (۳) میں ہے کہ یہ تفصیلاتِ قرآنی اُس ذاتِ پاک کی طرف سے ہیں، جس کے تمام کام سراسر حکمت اور کامل آگاہی پر مبنی ہیں۔

آیت نمبر (۴ و ۵) میں کھول کر بتلا دیا ہے کہ اس قرآنِ مجید میں اُن کُل اُمور کو جو صراطِ مستقیم کی ہدایت کے واسطے ضروری ہیں، اور انسان کے واسطے باعثِ رحمت ہیں، مفصّل یا واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے، اور یہی تفصیل یا بیان مسلمین کے لیئے بشارت ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا علم اور اُس کی حکمت اس امر کے مقتضی ہوتے کہ ہدایت اور رحمت اِس سے زیادہ تفصیل میں ہے، تو قرآنِ مجید کا اور مفصّل کرنا کچھ

مشکل نہ تھا، مگر حقیقت یہہ ہے کہ اِس کتابِ مقدّس کو تمام اہلِ عالم کا ہادی اور آسان دستور العمل بنانا مقصود تھا اِس واسطے اِسی قدر مندرجہ تفصیلات پر کفائت کی گئی اور اِس پر زیادتی کرنا خود منشاءِ باری تعالیٰ کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وسیع علم کے مطابق دُنیا کے پاس یہ کتاب آئی، جس میں تمام انسانوں کی صلاح و فلاح کے متعلق کُل امور موجود ہیں، اگر اِس کتاب میں تمام کلماتُ اللہ جو بذریعہ وحی نازل ہوئے درج نہ ہوتے تو کبھی اِس کی نسبت تفصیلَ کُلِّ شیءٍ اور پھر تِبیاناً لِکُلِّ شیءٍ کے الفاظ استعمال نہ کیئے جاتے۔ یہہ تمام آیات ہر ایک پہلو میں اِس کتابِ عزیز کی جامعیت کی زبردست شہادتیں ہیں

فصلِ نہم

اصل نسخۂ قرآنِ مجید کی حفاظت میں سعیِ بلیغ کی جاتی تھی۔

گزشتہ فصلوں میں اُس اہتمام کا ذکر ہے جو قرآنِ مجید کی کتابت جمعیت اور ترتیب کے متعلق ظہور میں آیا۔ اِس فصل میں اِس امر کا بیان ہے کہ اہتمامِ مذکور کے علاوہ پوری کوشش سے اِس کتاب کی حفاظت بھی کی جاتی تھی تاکہ ربُّ العالمین کی یہہ امانت شریروں کی دست بُرد سے محفوظ رہے، اور بتمامہ بلاکم و کاست اہلِ عالم کو پہنچے اور اِس طرح پہ تبلیغ اور ختمِ رسالت کا حق ادا ہوجائے۔ اِس امرِ عظیم کی شہادت میں چند آیتیں اِس مقام پہ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۱۵/۹ پ ۱۴ ع ۱ — ہمیں نے اِس قرآن کو ترتیب دیا ہے اور ہمیں اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اِس آیت میں باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے اَلذِّكر (قرآنِ مجید) کی حفاظت کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے، اِس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اِس کو کس قدر اہم سمجھا گیا

تھا، اور اس کو بوجہ احسن و اکمل انجام دینا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ مرضی کا پورا کرنا تھا۔

(۲) وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۴۱/۴۲ پ ۲۴ ع ۱۹

اور بے شک یہ کتاب عزت والی ہے اس میں دام باطل آگے پیچھے سے نہیں آتا یہہ ترتیب اللہ حکمت والے قابل حمد کی طرف سے ہے۔

(۳) اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵۶/۷۷-۷۹ پ ۲۷ ع ۱۶

بے شک یہہ قرآن ایک محفوظ کتاب میں ہے نہیں رکھتے اس کو مگر وہ لوگ جو اس کی پوری حفاظت کرنے والے ہیں (یہہ) ترتیب ربّ العالمین کی طرف سے ہے۔

(۴) بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۸۵/۲۱-۲۲ پ ۳۰ ع ۱۰

بلکہ یہ قرآنِ مجید ایک محفوظ کتاب میں ہے۔

آیات نمبر (۲ و ۳) ایک دوسری کی مُفسّر ہیں، اور علیحدہ علیحدہ انداز میں ایک ہی مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں یعنی ہر دو آیات کے الفاظِ ذیل قابل غور ہیں۔

نمبر (۲) لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ

نمبر (۳) لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

ان کا مطلب یہہ ہے کہ اس قرآنِ مجید کی حفاظت کا اہتمام ایسے طور پر کیا گیا ہے کہ اُس میں کسی وجہ سے

امورِ باطلہ داخل نہیں ہو سکتے یا یہہ کہ قرآنِ مجید شریروں کی دست بُرد سے محفوظ ہے، کیوں کہ ایک پاک باز جماعت کے قبضہ میں ہے۔

آیت نمبر (۴) معناً پہلی آیات نمبر (۲ و ۳) کی اور لفظاً آیت نمبر (۳) کے پہلے لفظوں کی تفسیر کرتی ہے یعنی ہردو آیات کے الفاظِ ذیل قابلِ غور ہیں۔

نمبر (۳) اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ

نمبر (۴) بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

اِن کو بالمقابل رکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ پہلی آیت کے لفظ مَكْنُوْن کی تفسیر دوسری آیت میں لفظ مَحْفُوْظ سے کی گئی ہے، اور دوسری آیت کے لفظ لَوْح کی تفسیر پہلی آیت کے لفظ کِتٰب سے کی گئی ہے، باقی الفاظ ہردو آیات کے بالبداہت متّحِدُ المعنیٰ ہیں۔

نتیجہ

یہہ قرآنِ مجید ایک محفوظ کتاب کی شکل میں ہے

اِس کی حفاظت کا اہتمام ایسے طور پر کیا گیا ہے

کہ اِس میں امورِ باطلہ داخل نہیں ہو سکتے

کیونکہ یہہ ایک پاکباز جماعت کے قبضہ میں ہے

(۵) وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ

ہم کسی جان کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو امرِ حق بتلاتی ہے اور اُن لوگوں پر ظلم نہیں کیا

دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ جانا بلکہ اُن کے دِل اِس کتاب سے غفلت میں ہیں
پ ۱۸ ع ۴ ۲۳/۶۴-۶۵
اور اُن کے عمل جن کو وہ کرتے ہیں اِس کتاب کے سوا ہیں۔

اِس آیت میں پہلے یہہ دعوٰے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اُس کی وُسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جس کا مطلب یہہ ہے کہ قرآنِ مجید میں گو ہر ایک حُکم اپنی کامِل شکل میں بیان ہوا ہے اور اِس کی پُوری تعمیل نہیں انسانوں سے مقصود ہے جو اِسی کامِل شکل میں اُس کی تعمیل کرسکتے ہیں تاہم اگر محکوم یا مامور بلحاظ اپنی جسمانی عارضی حالت، یا ملکی اور مقامی خاص خاص تاثیرات کے اِس حکم کو کامِل شکل میں ادا نہیں کرسکتا تو وہ حکم بھی اِس خاص صورت میں محکوم کی وُسعت کے ماتحت ہوجاتا ہے، تاکہ احکامِ قرآنِ مجید انسان کی حسنِ معاشرت کا باعث ہوں اُس پر بار نہ ہوں۔ اِس روشن دعوٰے پر آیت میں یہہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ ہمارے پاس (دربارِ رسالت میں) ایک کتاب (قرآنِ مجید) موجود ہے جس کے مطالعہ سے اِس دعوے کی صداقت معلوم ہوسکتی ہے، اور جس کا خاصّہ یہہ ہے کہ اُمورِ حقّہ کی حقیقت اور اُمورِ باطلہ کی بطالت کو صاف صاف ظاہر کر دیتی ہے، اور اِس اظہارِ حق میں کسی شخص پر ظلم نہیں کیا جاتا یعنی اُس کی حق تلفی نہیں ہوتی۔
باوجودیکہ نوعِ انسان کے طبائع اور اُن کے عوارِض

لاحقہ کو مدِ نظر رکھ کر اُن کی صلاحیت کے واسطے ہدایات اور احکام نازل ہوئے ہیں، اور بلحاظ خاص حالات کے کچھ مُتشابہات بھی ہیں پھر بھی مخالفین کے دل اِس کتاب سے غافل ہیں، اور اُن کے اعمال اِس کتاب کے سوا ہیں۔

اِس بیان سے صرف اِس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اصل دعوے کی سند میں نسخۂ قرآنِ مجید موجودہ دربارِ رسالت ہی کو پیش کیا گیا ہے۔

(۶) حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ ط ۴۳/۳ پ ۲۵ ع ۷

قسم ہے اِس بیان کرنے والی کتاب کی ہم نے ہی اِس کو عربی قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو اور بے شک یہ قرآن ہمارے پاس اُمُّ الْكِتٰبِ (اصل کتاب) میں ہے عالی رتبہ اور پُرحکمت ہے۔

اِس آیت میں بالصراحت ذکر کیا گیا ہے کہ جس قدر قرآنِ مجید بصورتِ کتاب اہلِ عالم کے ہاتھوں میں ہے وہی ہمارے پاس اُمُّ الْكِتٰبِ میں ہے۔ یعنی اُس کا اصل نسخہ دربارِ رسالت میں موجود ہے۔

اب وہ آیت بیان کی جاتی ہے جس میں لفظ اُمُّ الْكِتٰبِ کا اطلاق براہِ راست قرآنِ مجید پر ہوا ہے

(۷) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

اللہ وہی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب اُتاری اس میں سے آیاتِ محکمات

مُتَشٰبِهٰتٌ ط ۳/۵ پ ۳ ع ۵ ہیں جو (اُمُّ الکتاب) اصل کتاب ہیں اور دوسری متشابہ (انہیں کی ہم شکل) ہیں
اِس آیت میں قرآنِ مجید کی آیات کی ایک خاص تقسیم بیان ہوئی ہے یعنی مُحکمات اور متشابہات، پھر مُحکمات کو اُمُّ الکِتٰبِ کہا گیا ہے۔ کیوں کہ مُحکمات مُتشابہات کی اُمّ یا ماخذ ہیں اور اُنہیں سے آیاتِ متشابہات کی تفسیر ہوتی ہے۔

(۸) اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ اللہ نے سب سے اچھی کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۳۹/۲۴ حدیث نازل کی ہے جو پ ۲۳ ع ۱۷ بصورتِ کتاب ہے، ہم شکل اور دُوہرائی ہوئی آیتوں والی ہے۔

اِس آیت میں قرآنِ مجید کو احسنُ الحدیث کہا گیا ہے جس کی کیفیت یہہ ہے۔

ا یہہ کتاب کی شکل میں مرتّب ہے۔
ب اِس کی آیتیں آپس میں ہم شکل ملتی جُلتی اور دُہرائی ہوئی ہیں۔

اِس ہم شکل لانے اور دُہرائے جانے کا مطلب یہہ ہے کہ قرآنِ مجید اپنی تفسیر خود کرے، ایک مجمل آیت کی دوسری آیت تفصیل کرے، ایک مقام کے مختلف احتمالات کو دوسرا مقام رفع کرے، اور اِس طرح پر قرآنِ مجید مختلف پہلوؤں سے اپنے کامل ہونے کی شہادت دے۔

الغرض جس طرح قرآنِ مجید موجودۂ دربارِ رسالت

اُن تمام نسخوں کے واسطے جو اُس سے نقل ہوئے ، اور چشمہ ہائے جاریہ کی طرح تمام عالم کو سیراب کرنے کے واسطے دُنیا کے نزدیک دُور مقامات میں پہنچ گئے ، اُمُّ الکتاب یا بحرِ مسجور کا حکم رکھتا ہے ، اسی طرح اُس کی آیاتِ محکمات آیاتِ متشابہات کی اُمّ ہیں ۔ یہہ آیت اِس امر کی شاہدِ بیّن ہے کہ قرآنِ مجید پر اُمُّ الکِتٰبِ کا اِطلاق ہوا ہے ۔

اُمُّ الکِتٰب سے کوئی ایسی کتاب مراد لینا جو انسان کی رسائی سے باہر ہو کسی طرح صحیح نہیں کیوں کہ جنابِ خاتم النّبیّن کی حیاتِ مبارک میں بلحاظ اُن کے منصبِ مبلّغ کتابُ اللّٰہ کے ایک محفوظ نسخۂ قرآنِ مجید کی اشدّ ضرورت تھی جو تمام اِختلافاتِ امکانی کے واسطے بلحاظ کتابت جمعیّت اور ترتیبِ کلماتُ اللّٰہ کے ہر طرح پر صحیح اور مکمّل ہوتا اور جس پر تمام سوالاتِ متعلقہ کے جواب میں یہ آیت صادق آتی ۔

(۸) اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ وَّمَا ھُوَ بِالۡھَزۡلِ ۱۲-۱۴ / ۸۶ پ ۳۰ ع ۱ بے شک یہ قرآن قولِ فیصل ہے اور یہہ ہنسی نہیں ہے ۔

لُغت سے بھی اِسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے ، چنانچہ منتہی الارب اور منتخب اللغات میں لفظ اُمّ کے معنی حسبِ ذیل مرقوم ہیں ۔ اوّل ۔ اصل ہر چیز ، دوم ۔ آنچہ منضم الیہ چیزہا باشد ، سوم ۔ لوح محفوظ ، چہارم مادر لفظِ اُمّ کو جب الکتاب کے ساتھ ملایا جائے تو یہہ تمام

معانی قرآنِ مجید موجودۂ دربارِ رسالت پر بوجہِ احسن صادق آتے ہیں۔

اوّل۔ اصلِ ہر چیز۔ یہہ اِس لیئے کہ اصل نسخۂ قرآنِ مجید باقی تمام نسخوں کا منقول عنہ تھا۔

دوم۔ آنچہ منضم الیہ چیزہا باشد۔ یہہ اِس لیئے کہ جس قدر حصّہ قرآنِ مجید کا نازل ہوتا تھا وہ اصلِ کتاب میں منضم (وصل) کیا جاتا تھا۔

سوم۔ لوحِ محفوظ۔ یہہ اِس لیئے کہ قرآنِ مجید ایک محفوظ کتاب کی شکل میں مُرتّب ہے۔

چہارم۔ مادر۔ اِس لیئے کہ قرآنِ مجید انسانی تربیت کے تمام احسن قواعد پر حاوی ہے۔

اِن تمام شہادتوں کے بعد اِس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں رہتا کہ اِس مقام پر اُمُّ الکتٰب سے اُسی اصل نسخۂ قرآنِ مجید کی طرف اِشارہ ہے جو دربارِ رسالت میں ہر وقت موجود رہتا تھا اور جس کی حفاظت ایمان کے برابر اور جان سے زیادہ کی جاتی تھی اور جس کتاب کی تبلیغ تامّ یہہ وجہہ ختمِ رسالت کے واسطے لازم تھی۔

فصل دہم

قرآنِ مجید کی نقول کی حفاظت کے واسطے مناسب ہدایات صادر کی گئیں۔

جماعتِ مسلمین کا بڑھا ہوا شوق اس امر کا مقتضی تھا کہ تلاوتِ کتاب اللہ سے بہرۂ وافر حاصل کریں، نیز اس کتاب کے تلاوت کرنے میں جو وقت پڑھنے والوں کا صرف ہوتا تھا قرآنِ مجید نے اُس کو حیاتِ انسانی کا ایک بیش قیمت سرمایہ قرار دیا تھا، جس سے انسان ہر دو عالم میں بے شمار منافع حاصل کرسکتا ہے۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ط ۳۵/۲۶ پ ۲۲ ع ۱۶	بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور ظاہر اُس مال سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے اُن کو دیا، وہ اُمید کرتے ہیں ایسی تجارت کی جو بالکل نقصان والی نہیں۔

اِس آیت میں بے شمار منافع اُنہیں لوگوں کے واسطے خاص کیے گئے ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کے ساتھ اُن عظیم الشان اصول کو نظر انداز نہیں کرتے جو انسان

کی رُوحانی زندگی کی بُنیاد ہیں اور وہ یہہ ہیں ۔
ا۔ اِقامتِ صلوٰۃ ۔ اِس سے اُن تعلّقات کی حفاظت ہوتی ہے جو اِنسان اَپنے خالق کے ساتھ رکھتا ہے ۔
ب ۔ اِنفاقِ مال ۔ اِس سے اُن تعلّقات کا اِستحکام ہوتا ہے جو اِنسان اپنے نوع کے ساتھ رکھتا ہے ۔

الغرض کِتابُ اللہ کی وسیع اِشاعت کی صورتوں میں ضرور تھا کہ اصل نُسخۂ محفوظ سے اُس کی نقول بہ کثرت حاصل کی جائیں، تاکہ وُہ دُنیا کے ہر طبقہ میں ہر وقت اور ہر مقام پر نظر آئیں ۔

تمام ایسی نقُول کا غلطی سے محفوظ رکھنا جماعتِ مسلمین کا مذہبی فرض تھا، کیوں کہ صرف اسی محتاط صورت میں وہ اُس اسلام کی صحیح تعلیم تک پہنچ سکتے تھے، جس پر اپنی پیاری جانیں اور مال و دولت فدا کرنے کو تیار تھے، اور جس کی رہبری سے وہ نجاتِ اُخروی کے اُمیدوار تھے باوجود اِن تمام باتوں کے ایسی نقُول کی حفاظت کے واسطے مناسب ہدایات صادر کی گئیں ۔

ضمنِ اوّل

کِتابُ اللہ کی کثرتِ اِشاعت

(۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ
بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی آیاتِ بیّنات کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اِس کے کہ ہم نے اُن کو

أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۲/۱۵۲ کھلے طور پر اس کتاب میں لوگوں کے واسطے بیان کردیا
پ ۲ ع ۳ ہے۔ یہہ وہی لوگ ہیں جن
پہ اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور قوم لعنت کرتی ہے۔

اس آیت سے صرف اسی قدر شہادت کا پیش کرنا مقصود ہے کہ جنابِ خاتمُ النّبیّین کی حیاتِ مبارک ہی میں کتابُ اللہ کی نقول حاصل کرنے کا سلسلہ رائج ہوگیا تھا، اور یہہ کثرتِ اشاعت ایک عملی صورت تھی جس سے کتاب اللہ کا تعلیم یافتہ جماعت میں زیرِ تلاوت رہنا شروع ہوگیا، اور اسی وجہ سے کتابُ اللہ میں کسی شخص کو کسی قسم کی داخلت ذاتی کی جرأت نہ ہوئی۔ کیوں کہ ایسے حالات میں ایسے خطرناک عمل سے انسان قومی لعنت کا مستوجب ہوکر ذلیل ہو جاتا ہے۔

جماعتِ مخالفین کو اس کتاب کی حفاظت اور کثرتِ اشاعت کی وجہ سے کتاب میں داخلت کرنے کی تو جرأت نہ ہوئی، البتہ اُنھوں نے ایک اور راہ نکالی کہ خلافِ واقعہ زبانی روایات کا سلسلہ اسلامی لباس میں جاری کردیا، مگر قرآنِ مجید نے ایسی روایات کے متعلق بھی قطعی فیصلہ صادر کردیا۔ [1]

ضمنِ دوم

کتابُ اللہ کی دعوت کرنے والوں کا تقرر

(۲) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ اور تم میں ایک جماعت ہونی

---

[1] . دیکھو اس کے متعلق اسی کتاب کا فصل دوازدہم۔ مِن مصنّف۔

يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط پ۴ ع ۲ ۔ چاہیئے جو الخیر (کتاب اللہ) کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت میں قرآن مجید کی نقول کی حفاظت کی دوسری صورت ہدایت کی شکل میں بیان ہوئی ہے جس کے رُو سے جماعتِ مسلمین کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر حصّہ مُلک میں اشاعتِ اسلام کے ساتھ ساتھ ایسی جماعتیں بھی قائم کریں جو کتاب اللہ کی طرف دعوتؔ کا فرض ادا کریں۔ یہ جماعتیں کتابُ اللہ کی لفظی اور ترتیبی صحت کی ذمہ دار ہیں، اور اپنے ابتدائی قیام کے زمانے سے اس وقت تک اپنے فرائض کو بوجہ احسن ادا کر رہی ہیں۔

ضمن سوم

کتابُ اللہ کی اشاعت کا اہتمام

(۴) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ پ۹ ع ۱۴ ۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو سنو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

اس آیت میں تیسرا عملی طریق حکم کی شکل میں بیان ہوا ہے، جس کے رو سے مومنین پر فرض قائم کیا گیا ہے کہ قرآنِ مجید کی قرأت کے وقت خاموشی سے اُس کو سنیں، تاکہ رحمتِ الٰہی حاصل کر سکیں۔ اس تعلیم میں اور خوبیوں کے علاوہ بڑی مصلحت یہ ہے کہ اگر پڑھنے میں کوئی

سہو یا غلطی واقع ہو جائے تو سُننے والا اُس کو فوراً رفع کر دے ، اور اِس جدوجہد کی وجہ سے رحمتِ الٰہی کے دروازے ہمیشہ اُن پر کھُلے رہیں ۔ یہہ ایسا طریق ہے جس میں داعیانِ کتابُ اللہ کے علاوہ کافۃُ المسلمین اِس کی حفاظت کر سکتے ہیں ۔

ضمن چہارم

کتابُ اللہ کے حفظ کا اِہتمام

(۵) بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ط ۲۹/۴۹ پ ۲۱ ع ۱

بلکہ یہہ کھُلی آیتیں اُن لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو قرآنِ مجید کا عِلم دیا گیا ہے ۔

اِس آیت میں حفاظت کا چوتھا عملی طریق بیان ہوا ہے جس کے رو سے جماعتِ متعلمینِ کتابُ اللہ کے سینے اِس قرآنِ مجید کے حوالہ قرار پائے جو بغیر مدد کتاب کے اِس کے الفاظ کو موجودہ ترتیب میں ہر وقت ادا کرنے پر قادر تھے ۔

یہہ طریقِ عمل ایسا مقبول اور موثر ہوا کہ اِبتداءِ اِسلام سے آج تک ہر ایک زمانے میں ہر ایک اِسلامی مُلک میں ہزارہا مسلمین کی تعداد پائی جاتی ہے جو حفظِ قرآن کی نعمت سے بہرہ ور ہیں ۔ اور اِس جاں فشانی کی وجہ سے اِسلام کی اہم خدمت کو انجام دے رہے ہیں ۔

ضمنِ پنجم

کتابُ اللہ کی قرأت کا اِہتمام

(۷) فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط ۷۳/۲۰ پ ۲۹ ع ۱۴ — پھر پڑھو جو کچھ تم قرآن سے آسانی کے ساتھ پڑھ سکو۔

اِس آیت میں پانچواں علمی طریق حکم کی شکل میں بیان ہوا ہے، جس کے رو سے ہر ایک شخص کو عام حالتوں میں اور بالخصوص صلوٰۃ میں قرآنِ مجید اُس قدر اور اُس مقام سے پڑھنا ضروری ہے جس کو وہ آسانی سے ادا کرسکے۔ اِس حکم میں قرآنِ مجید کے کسی حصّہ کی خصوصیت نہ کرنا اور ہزارہا اشخاص کو متفرق مقامات سے اپنے مذاق اور ضروریات کے مطابق پڑھنے کا حکم دینا، ایک دل چسپ اور قدرتی طریق میں قرآنِ مجید کی حفاظت کرنا ہے۔

یہہ چند ذرائع بطور مثال کے بیان کیئے گئے ہیں جن سے کِتابُ اللہ کی نقول کی حفاظت کے متعلق رہ نمائی ہوتی ہے۔

فصلِ یازدہم

قرآنِ مجید کو اصحابِ کرام جنابِ خاتم النبیّین سے بطورِ مذہبی وراثت کے حاصل کرتے رہے

اِس فصل کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے اُن مخالِف جماعتوں کی مختصر کیفیّت درج کی جاتی ہے جو قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے زمانے میں جنابِ خاتم النبیّین کے گرد و پیش تھیں، اور جن کی تمام کوشش یہہ تھی کہ اِسلام کی روز افزوں ترقّی بند ہو، اور اہلِ عالم اِس نور کی روشنی سے اپنے اعمالِ قبیحہ پر آگاہ نہ ہوسکیں، اور اِس طرح پر فسق و فجور کی ناپاک زندگی کو تاریکی کے پردے میں گزار دیں. اِن جماعتوں کی ایک تقسیم حسبِ ذیل ہے.

جماعتِ اوّل

اِس گروہ میں وہ لوگ داخل تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ مسلمین کی جماعت میں تفرقہ ڈالیں، اِس غرض کے پورا کرنے کے واسطے وہ پوری کوشش سے ہر قسم کے وسائل مہیا کرتے تھے. دیکھو آیاتِ ذیل.

(۱) وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا آمَنَّا اور جب وہ تمہارے پاس
وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ آئے اُنھوں نے کہا ہم ایمان
وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ لائے اور بے شک وہ کفر
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا کے ساتھ داخل ہوئے اور
يَكْتُمُونَ ۵ پ ۶ ع ۱۳ کفر کے ساتھ نکلے اور اللہ اُن

باتوں کو اچھا جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں۔

(۲) وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ

۹/۵۶ پ ۱۰ ع ۱۳۔

اور وہ اللہ کی قسم اُٹھاتے ہیں کہ بے شک وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم میں سے نہیں ہیں، لیکن وہ ایک جماعت ہے کہ پراگندہ کرتی ہے (مسلمانوں کو)۔

(۳) اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ الخ

۹/۶۸ پ ۱۰ ع ۱۵۔

مُنافق مرد اور مُنافق عورتیں بعض اُن کے بعض کے (رفیق) ہیں، یہ لوگ بُرائی کا حکم کرتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں۔

(۴) وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ

۹/۱۰۲ پ ۱۱ ع ۲۔

اور اِن دیہاتی لوگوں میں سے جو تمہارے اِرد گِرد ہیں بعض منافق ہیں اور اہلِ مدینہ میں سے بعض نِفاق پر قائم ہیں، تو اُن کو نہیں جانتا ہم جانتے ہیں۔

اِن آیات سے معلوم ہوگا کہ ایک فرقۂ مُخالفین نے یہ شیوہ اِختیار کر رکھا تھا کہ وہ جماعتِ مُسلمین کے ساتھ آمد و رفت رکھتے تھے، اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے تھے، اور ضرورت پر اس دعوے کی تصدیق کے واسطے حلف بھی اُٹھالیتے تھے۔ اِس طرح پر اِعتبار پیدا کرنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ عام لوگوں کو بُری باتوں کے کرنے اور نیک باتوں کے چھوڑنے کی ترغیب

دیتے تھے۔

مخالفین کی یہہ دھیمی اور گہری چال جس طریق پر کام کر رہی تھی اس سے آگاہی حاصل کرنا نہایت مشکل امر تھا۔ اللہ تعالٰی نے اِس خفیہ سازش سے جناب ممدوح کو اطلاع بخشی اور یہہ بھی اِرشاد فرمایا کہ اس کام میں اہلِ مدینہ اور نواحِ مدینہ کے لوگ شامِل ہیں جن کو تو نہیں جانتا ہم جانتے ہیں۔

جماعت دوم

اِس گروہ کا مقصد یہ تھا کہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر دیگر مؤمنین کی طرح قرآنِ مجید کی سماعت اور اِطاعت کا اقرار کیا جائے تاکہ بدگمانی سے بچے رہیں اور اپنی خانگی مجالس میں منصوبہ ہائے ذیل کے پورا کرنے کی تدابیر کی جاہیں۔

ا۔ جماعتِ اوّل کی مدد سے عام لوگوں میں اُن اُمُور کی روایت کا سلسلہ جاری کیا جائے جو غیرِ قرآن یا خلافِ قرآن ہیں۔

ب۔ خود جناب ممدوح کو ضرر کی دھمکی دی جائے تاکہ کتاب اللہ کی تبلیغ بند ہو جائے۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۵) وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا	اور اِقرار کرتے اطاعت کا،
بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ	پھر جب تیرے پاس سے باہر
طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي	جاتے ہیں۔ ایک جماعت رات کو
تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا	سوچتی ہے اس کے سوا جو تو
يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ	کہتا ہے اور اللہ کھول دیتا
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ	ہے جو کچھ وہ سوچتے ہیں پھر
بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ أَفَلَا	تو اُن سے توجہ اُٹھالے اور اللہ
يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ	پہ توکل (بھروسہ) کر اور اللہ

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا (اُن کو) کافی دیکھنے والا ہے کیا
فِيْهِ اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ وہ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر
۴/۸۳-۸۴ پ ۵- ع ۸- وہ اللہ کے سوا کسی اَور کی طرف
سے ہوتا تو اُسمیں بہت اِختلاف پاتے۔
(۶) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اور اگر تجھ پر (اے رسول)
وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ اللہ کا فضل اور رحم نہ ہوتا
مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّا تو اُن میں سے ایک جماعت
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ تیرے گم راہ کرنے کا پختہ ارادہ
مِنْ شَيْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ کر چکی تھی اور یہ لوگ نہیں
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ تجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا○ اور اللہ نے تجھ پر کِتاب اور
۴/۱۱۳ پ ۵- ع ۱۴- حِکمت نازِل کی ہے اور تجھ کو
وہ کچھ سِکھلایا ہے جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا بڑا
فضل ہے۔

آیات نمبر(۵ و ۶) سے اِس مقام پر اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایسے نازک وقت میں اُن تمام بیانات کی نِسبت جِن کو مُستقِل طور پر مُخالفین نے اِسلامی لباس میں بطور مذہبی اُمور کے روایت کرنا شروع کیا تھا قرآنِ مجید نے کیا فیصلہ دیا اور مذہبِ اِسلام کی حفاظت کا کیا اِنتظام فرمایا۔

آیت نمبر(۵) کے آخری حِصّہ میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ ایسی روایات نا قابلِ وقعت اور نا قابلِ توجّہ ہیں اور اِن سے مذہبِ اسلام میں کوئی تفرقہ نہیں پڑ سکتا، کیوں کہ

مومنین کے ایمان کا مدار قرآنِ مجید پر ہے جو تمام اختلافات سے پاک ہے، اور یہی اس کے مِن جانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

آیت نمبر (۶) کے آخری حصّہ میں ہے کہ قرآنِ مجید ایک پُر حکمت کتاب کی شکل میں ترتیب پا رہا ہے، جو انسانوں کے لیئے فضلِ عظیم کا موجب ہے، اسی وجہ سے شریروں کی منصوبہ بازی مذہبِ اسلام اور قرآنِ مجید کے خلاف کارگر نہیں ہو سکتی۔

ان دونو جماعتوں کی اس عظیم الشان کوشش سے جو غرض تھی اس کو پوری وضاحت کے ساتھ آیاتِ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

(۷) وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۸۹/۴ پ ۵-۹۶	یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہوتے جیسے وہ کافر ہیں پھر تم سب ایک حالت میں ہوتے
(۸) يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۸/۶۱ پ ۲۸ ع ۹-	یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی زبانی باتوں سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کہ کافروں کو ناگوار ہو۔

آیت نمبر (۷) میں بتلایا گیا ہے کہ کُفّار مومنوں کو کافر بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ فسق و فجور کی زندگی میں کُفّار کے برابر ہو جائیں، اور اپنے ناجائز افعال کو نکتہ چینی کی زَد سے محفوظ رکھیں۔

آیت نمبر (۸) میں ہے کہ کفّار اللہ تعالیٰ کے نور (کتاب اللہ) کو اپنی زبانی روایات کے ذریعے سے بُجھانا چاہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اِس نور (کتاب اللہ) کو پورا کرے گا گو کفّار کو یہ کیسا ہی ناگوار ہو۔

گرد و پیش کے اِن خطرناک حالات میں مذہبِ اسلام کی حفاظت کا اسی طریق سے اِنتظام ہو سکتا تھا کہ صِرف قرآنِ مجید کی جمعیّت اور ترتیب کی بصورتِ کتاب حفاظت ہو، اور اِس موتیوں کی لڑی کو بکھیر کر محض روایات کے بھروسہ پر نہ چھوڑا جائے، کیوں کہ روایات کی کیفیت دربارِ رسالت میں بذریعۂ وحی موصول ہو چکی تھی جس کا اوپر ذِکر ہو چکا ہے۔

صِرف اِسی تدبیر سے یہ امانتِ الٰہی (کتابِ مُبین) مخاطبینِ اوّل اور آنے والی نسلوں کو پوری اِحتیاط سے پہنچ سکتی تھی، اور صِرف اِسی صورت میں اُس فرض کی پوری تعمیل ہو سکتی تھی جس کا ذِکر آیتِ ذیل میں ہے۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ — اے رسول پہنچا دے جو
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ — تیری طرف نازل ہوا ہے
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ — تیرے رب سے) اور اگر تو
رِسٰلَتَهٗ ۵/۶۷ پ ۶ ع ۱۴ — نے ایسا نہ کیا تو تو نے اپنی رسالت کی تبلیغ نہ کی۔

اِس آیت میں مَآ اُنْزِلَ سے مُراد قرآنِ مجید ہے آیت میں حرف مَا عام پڑا ہوا ہے جس میں قرآنِ مجید کی ہر قِسم کی حقیقت شامل ہے جمعیت ہو یا کِتابت یا ترتیب

وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ایسے تبلیغی فرض کا سوائے جناب خاتم النبیین کے کوئی دوسرا شخص جواب دِہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ فرض کی عدمِ تعمیل میں جو تہدید واقع ہوئی ہے یعنی "مَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ" اس سے سوائے جنابِ ممدوح کے کوئی دوسرا شخص اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔

اب وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ جماعتِ مؤمنین کے ہاتھوں میں یہ کتاب (قرآنِ مجید) بطور مذہبی وراثت کے پہنچی گئی یہ وراثت اور تبلیغ وراثت اُسی قسم کی تھی جیسے بنی اسرائیل نے توریت جنابِ موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کی تھی۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۰) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے تم پر گواہی دینے والا جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ ۴۳/۱۵-۱۶ پ ۲۹ ع ۱۳

اِس آیت سے صرف اس قدر ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جنابِ خاتم النبیین مثیل موسیٰ علیہ السلام تھے اور جس طرح جنابِ موسیٰ ؑ نے اپنی کتاب بنی اسرائیل کو پہنچا دی اسی طرح بوجہ اکمل و اتم جنابِ ممدوح کا بھی فرض تھا کہ قرآنِ مجید شاہدین اولین کو پہنچاتے جس کا حکم آیتِ کریمہ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ سے بھی بصراحت ملتا ہے۔

(۱۱) وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اور جو کچھ ہم نے تیری طرف کتاب سے وحی کی وہ حق ہے تصدیق کرنے والی ہے

اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیْرٌۢ اُس چیز کی جو اُس کے سامنے
بَصِیْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا ہے، بے شک اللہ اپنے بندوں
الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا کی خبر رکھنے والا اُن کو دیکھنے
مِنْ عِبَادِنَا الخ ۳۵ / ۲۸-۲۹ پ۲۲ ع۱۴ والا ہے پھر ہم نے اِس کتاب
کا اُن لوگوں کو وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں
سے اِنتخاب کیا۔

اِن آیات سے اِس امر کی شہادت ملتی ہے، کہ تبلیغ کِتابُ اللہ اور اِقتداءِ سُننِ انبیاء اللہ کا فرض اِس طرح پورا ہوتا گیا، کہ جنابِ ممدوح اپنی حیاتِ مُبارک میں قرآنِ مجید کو بطور مذہبی وراثت کے اصحابِ کرام کے ہاتھوں میں دیتے رہے۔

(۱۲) وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی اور بے شک ہم نے موسیٰؑ
الْھُدٰی وَ اَوْرَثْنَا بَنِیٓ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل
اِسْرَآئِیْلَ الْکِتٰبَ ۝ ھُدًی کو کتاب (توریت) کا وارث
وَّ ذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ بنایا جو داناؤں کے لیئے ہدایت
۴۰ / ۵۶-۵۷ پ ۲۴ ع ۱۱- اور نصیحت ہے۔

اِن آیات سے اِس امر کی شہادت ملتی ہے کہ جنابِ موسیٰؑ کی کتاب بنی اسرائیل کو مذہبی وراثت کی شکل میں ملی تھی

آیاتِ مذکورۂ بالا سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ تبلیغ کتابُ اللہ میں جو طریق جنابِ موسیٰؑ نے اختیار کیا تھا وہی طریق جنابِ ممدوح نے بھی اختیار کیا اور اُسی طریق پر وُرثا اور شُہداءِ کتابُ اللہ کا اِنتخاب ہُوا۔

فصلِ دوازدہم

اصحابِ کرام کو قرآنِ مجید تفویض کرنے کے وقت شُہداءِ کتابُ اللہ قرار دیا گیا۔

قُرآنِ مجید میں اُن لوگوں کو جو اُس کے وارث ہوئے شُہداءِ کتابُ اللہ کے مُعزز لقب سے ممتاز کیا گیا ہے۔ اِس اِعزاز کے عطا کیئے جانے کی بابت کئی ایک مقامات میں ایک دِل چسپ سِلسلہ آیات کا ہے، جس سے اربابِ بصیرت اِس امر کے متعلق پوری آگاہی حاصل کرسکتے ہیں، اِس مقام پر اُن میں سے چند آیات درج کی جاتی ہیں۔

(۱) قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ الخ ۷/۱۹ پ ۔۔ ۶۔۸۔

کہہ دے (اے رسول) کونسی شہادت سب سے بڑی ہے کہہ دے اللہ مجھ میں اور تم میں شاہد ہے (اس امر کا) کہ مجھ کو یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اِس کے ذریعے سے تم کو آگاہ کروں اور اُن کو جن کے پاس اِس کی خبر پہنچے۔

(۲) وَ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا عَلَیْہِمْ مِّنْ اَنْفُسِہِمْ وَ جِئْنَا بِکَ شَہِیْدًا

اور اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں ایک گواہ اُنہیں میں سے اُن پر اُٹھائیں گے، اور

عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَ نَزَّلْنَا تجھ کو (اے رسول) اُن لوگوں
عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا پر گواہ لائیں گے (اِس امر کا)
لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُدًی وَّ کہ ہم نے نازل کی ہے تجھ پر
رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ کتاب ہر ایک امر بیان کرنے
$\frac{۱۶}{۹۱}$ پ ۱۴۔ ۶ ۱۸ والی اور اِسلام لانے والوں
کے واسطے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

(۳) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ اے نبی بے شک ہم نے
شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے
$\frac{۳۳}{۴۵}$ پ ۲۲ ۶ ۳۔ بشارت دینے والا اور آگاہ
کرنے والا۔

آیت نمبر (۱) میں ہے کہ قرآن مجید کا سب سے بڑا شاہد خود اللہ تعالیٰ ہے، یہ شہادت ہر زمانہ میں افعالِ الٰھی یعنی قوانینِ قدرت اور اِنسانی فطرت سے اقوالِ الٰھی پر مل رہی ہے۔

آیت نمبر (۲) میں ہے کہ ایک دن سب اُمّتیں اپنے اپنے شاہدوں کے ساتھ اُٹھیں گی، اوسی دن (اے رسول) تجھ کو بھی جماعتِ مسلمین پر بطور شاہد کے طلب کیا جائے گا، کیوں کہ ہم نے تجھ کو ایک کتاب عطا کی ہے جس میں اُن سب امور کا بیان ہے جو تسلیم کرنے والے اِنسان کو ہدایت رحمت اور بشارت حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہیں۔

آیت نمبر (۳) میں جنابِ ممدوح کو منصبِ نبوّت کے علاوہ شاہد کے منصب سے بھی یاد فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر (۱ و ۲) میں شہادت کے ذکر کے بعد الفاظِ ذیل

واقع ہوئے ہیں۔ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ۔ دونو کے ابتدا میں حرف واو ہے جو مضمونِ شہادت کی تفسیر کرتا ہے، یعنی وہ قرآنِ مجید جو منزّل مِنَ اللہ ہے اور جس میں انسانی ہدایت کے واسطے تمام امور کا بیان ہے اس کے مِنْ جانبِ اللہ ہونے کی اور تمامہ بصورتِ کتاب ورثاءِ کتاب اللہ کو پہنچا دیئے جانے کی شہادت کا ادا کرنا تمہارے ذمہ ہے۔ یہ شہادت اوسی دن ہوگی جب تمام جماعتِ مخاطبین اوّل کی بارگاہِ ربّ العزّت میں حاضر ہوگی۔

ہر سہ آیات مذکورۂ بالا میں جناب ممدوح کی شخصی حیثیت کا ذکر تھا اور انھیں کی ذات بابرکات مخاطب تھی مگر آیندہ آیات سے معلوم ہوگا کہ کس لطیف طرز میں اس شخصی حیثیت کو جماعتِ مسلمین کی مجموعی حیثیت میں منتقل کرنے کی مضبوط بنیاد قائم کی گئی تاکہ جنابِ ممدوح کے اس دارِ ناپایدار سے رحلت فرما ہونے کے بعد، مسلمین کی جماعت پر اس کتاب اللہ کی شہادت ادا کرنے کے جو فرائض قائم ہونے والے تھے، اُن کی صراحت ہو جائے۔ اس کے متعلق دیکھو آیات ذیل۔

(۴) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱۴۳/۲ ب ۲ ع ۱۔	اور اسی طرح ہم نے تم کو امّتِ وسط (درمیانی جماعت) قرار دیا ہے تاکہ تم آنے والے لوگوں پر (تبلیغ قرآن) کے گواہ ہو اور (اسی امر کا) یہ رسول تم پر گواہ ہو۔

(۵) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ۳/۱۰۰-۱۰۱ پ ۴ ع ۲

اور تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے۔ لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے، اور یہی لوگ ہیں نجات پانے والے اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ اُن کے پاس آیات بینات آئیں اور اُنھیں لوگوں کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

(۶) وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ ۳/۱۳۴ پ ۴ ع ۵

اور یہی دن ہیں جن کو ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں تاکہ اللہ ممتاز کرے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انتخاب کرے تم میں سے شاہد اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا۔

آیت نمبر (۴) میں مخاطبینِ اوّل کو خصوصیت کے ساتھ اُمتِ وسط قرار دیا ہے، تاکہ وہ آیندہ نسلوں پر قرآنِ مجید کے کتاب اللہ ہونے کی شہادت دیں، جن کی شہادتِ حقہ خود جنابِ ممدوح نے اُن کے سامنے ادا کی، اور جس طرح یہ قرآنِ مجید اُن کو وراثتاً تفویض ہوا اوسی طرح اُنھوں نے اس امانت کو اس کے آیندہ حقداروں کے سپرد کیا۔

آیت نمبر (۵) میں ہے کہ اِس شہادت کے ادا کرنے کے لیے ابناءِ اِسلام میں جماعتیں مُقرّر ہونی چاہئیں، جو کِتابُ اللہ کی دعوت کریں، امرِ معروف اور نہی عنِ المنکر کا کام کریں ساتھ ہی نہایت تاکید سے حُکم ہُوا ہے، کہ اُن اُمتوں کی طرح نہ ہو جانا جو کِتابُ اللہ جیسی نِعمت حاصل کرنے کے بعد اُس سے دُور جا پڑے، اور عذابِ عظیم کے سزاوار ہوئے۔

آیت نمبر (۶) میں ہے کہ اِس زمانِ سعادت اِقتران میں اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ جماعتِ مؤمنین میں سے شُہداءِ کِتابُ اللہ کا اِنتخاب کرے، اور اِنھیں کے سَر پر یہ عزّت کا تاج رکھا جائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ناپسند کرتا ہے جو ظالم ہیں یعنی اللہ کی کِتاب کو اپنا دستوُر العمل نہیں بناتے اور پسِ پُشت ڈال دیتے ہیں۔

اَصحابِ کِرام کا یہ منصب بعینہٖ اوسی منصب کے مُشابہ تھا جو اَہلِ کِتاب کو آیندہ نسلوں پر اپنی اپنی کتاب کی شہادت ادا کرنے کا عطا ہُوا تھا۔ دیکھو اِس کے متعلق آیاتِ ذیل۔

(۷) یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ۳ع ۱۵۶ — اے اہلِ کتاب تم کیوں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اِنکار کرتے ہو اور تم تو خود شاہد ہو۔

(۸) وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا — اور جب اللہ نے اِس امر کا اُن لوگوں سے عہد لیا جن کو کِتاب دی گئی تھی کہ وہ اِس کِتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کریں گے اور اِس کو نہ

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ○ | چھپائیں گے پھر اس کو انھوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے میں

۳/۱۸۷ پ ۴-۱۰-۶

تھوڑا معاوضہ لیا پھر برا ہے جو کچھ وہ حاصل کرتے ہیں۔

آیت نمبر(۷) سے معلوم ہوگا کہ اہلِ کتاب کو اُن کے حقیقی منصب شُہَدَاءِ کِتَاب اللہ کی طرف توجُّہ دلائی گئی تھی، جس کے رو سے اُنھیں قرآنِ مجید کا قبول کرنا لازم تھا آیت نمبر(۸) میں اُن کو پھر اُس عہد کی طرف مُتوجّہ کیا گیا، جس کے رو سے اُن پر یہ فرض قائم کیا گیا تھا کہ وہ کِتَابُ اللہ کو بلا کم و کاست آیندہ نسلوں پر بیان کردیں مگر افسوس کہ اِس جماعت نے تھوڑے لالچ کی وجہ سے اُس وفاءِ عہد کے بوجھ کو اپنے سر سے اُتار دیا اور اُس سے بے خبر ہو گئے۔

(۹) اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ○ | بے شک ہم نے تورات نازل کی ہے اُسمیں ہدایت اور نور ہے اللہ کے فرماں بردار نبی اوسی کے مُطابق یہودیوں میں حکم کرتے رہے اور اہلُ اللہ اور عالِم بھی اوسی اللہ کی کِتاب سے اپنے یاد کے مُطابق حکم کرتے رہے اور وہ

۵/۴۸ پ ۶-۱۱-۶

اِس کتاب پر شاہِد (گواہ) تھے۔

اِس مقام پر آیت کے صرف آخری حِصّہ کو اِس شہادت میں پیش کیا جاتا ہے، کہ اہلِ کتاب کے علماء کو بھی شُہداءِ کِتابُ اللہ کے مُعزّز لقب سے مُلقّب کیا گیا ہے، علماءِ مذکور کا یہ منصب بھی صِرف اِسی حد تک محدود تھا کہ وہ کِتابُ اللہ سے حکم کریں اور بس۔

اِسی سِلسلہ میں وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن میں ایسی شہادت کے چھپانے کے نتائج مرقوم ہیں

(۱۰) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ ۲/۱۳۴ پ ۱-۱۶۶ اور کون شخص اُس شخص سے بڑھ کر ظالم ہے جو اُس شہادت کو چھپائے جو اللہ کی طرف سے اُس کے پاس ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔

(۱۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ ۲/۱۵۴ پ ۲-۶-۳- بے شک جو لوگ اُس امر کو چھپاتے ہیں جو ہم نے آیات بیّنات اور ہدایت سے نازل کیا ہے بعد اِس کے کہ ہم نے لوگوں کو کھول کر اِس کتاب (قرآنِ مجید) میں بتلا دیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ اور قوم دونو لعنت کرتے ہیں۔

(۱۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا بے شک جو لوگ اِس امر کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے کِتاب سے نازل کیا اور اُس

أُولٰئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ
بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ
لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
۲/۱۶۹ پ ۲-ع ۵

کے بدلے میں تھوڑا مول لیتے ہیں یہی لوگ ہیں جو نہیں کھاتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ، اور نہ اُن سے اللہ کلام کرے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کے واسطے درد ناک عذاب ہے۔

اِن آیات سے معلوم ہوگا کہ کتابُ اللہ کے کسی حصّہ کی شہادت چھپانے والے بہت بڑے ظالم ہیں، اور اُن پر قومی لعنت برستی ہے، جس کا مَطلب یہ ہے کہ زندہ ایمان رکھنے والی قوم ہمیشہ اُن کی مُصاحبت کو ناپسند کرتی ہے۔ ایسے ناپاک افعال یا ترکِ افعال کے ذریعے سے زندگی بسر کرنا اپنے پیٹوں میں آگ کا ذخیرہ جمع کرنا ہے، ایسے لوگ قیامت کے دِن ربّ العزّت کی حضُور میں شرفِ مُکالمت سے محروم ہوں گے، اور اِس دُنیا میں بھی اُن کو حقیقی پاکیزگی حاصِل نہیں ہوگی، اور انُھیں کے لیئے درد ناک عذاب ہے۔

آیت نمبر (۱۱) میں اِس اَمر کا قطعی فیصلہ کیا گیا ہے کہ شہادت سے اِنھیں آیاتِ بیّنات کی شہادت مُراد ہے جو بصورتِ کِتاب رکھی جاتی تھیں، اور اِسی کِتمانِ شہادت سے اِنسان اللہ تعالیٰ کے غضب اور قومی لعنت کا مورد ہو جاتا ہے۔

فصلِ سیزدہم

قرآنِ مجید ایک کامل کتاب ہے

قرآنِ مجید کو ایک جامع کتاب کی حیثیت میں دیکھنے اور اس کے سلسلۂ مضامین پر غور کرنے سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب میں ہر موقع پر انسان کا قدرتی مذاق ملحوظ رکھا گیا ہے، اس مقام پر اُس کی ابتداء اور انتہا کی باہمی مناسبت کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید کی سب سے پہلی سُورت کا نام الحمد ہے، جس میں مختصر اور نہایت جامع الفاظ میں یہ عملی سبق دیا گیا ہے کہ انسان کو تلاوتِ کتابُ اللہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرنا، اُس کی عظمت و جلالت کا اظہار کرنا، اُسی کو اپنا معبُود و مُستعان قرار دینا، اُسی سے صراطِ مُستقیم کی ہدایت مانگنا، مومنینِ کاملین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مانگنا باقی راہوں سے بچنے کا آرزومند ہونا نہایت ضروری ہے۔

یہ سُورت بلحاظ اپنے اعلیٰ مضامین کے اِس امر کی پوری قابلیت رکھتی ہے، کہ ہر ایک فرقہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات جامعِ کمالات پر ایمان رکھتا ہے، اِس کو اپنا دستور العمل بنائے سُورتِ مذکور حسبِ ذیل ہے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (پڑھو) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

ہر ایک قسم کی بڑائی اللہ ہی کے لیئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان بڑے رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ اُن لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیا۔ نہ اُن لوگوں کی راہ جن پر غضب کیا گیا اور نہ گم راہوں کی راہ۔

اِس سُورت کی آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ نہایت دِل رُبا طریقِ ادا کے ساتھ سورت کے وسط میں واقع ہوئی ہے، اور اُس مقصدِ عظیم کی طرف توجّہ دِلاتی ہے جس کے سبب سے یہ سُورت قرآنِ مجید کے ابتداء میں مرقوم ہے، اِنسان طوعًا و کرہًا صِراطِ مُستقیم کا محتاج ہے، وہ اپنے دِل سے اِسی مفہوم کے ساتھ اور زبان سے اِنھیں الفاظ یا اِن کے مُترادِف الفاظ کے ساتھ اپنی اصلی پیاس بجھانے کے واسطے ربُّ العالمین سے آبِ حیات کا آرزو مند ہو سکتا ہے، وہ قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لے کر سورۂ الحمد پر چند لمحہ غور کرنے سے معلوم کر لیتا ہے، کہ اُس کی مُحتاج روح کو ربّ العالمین کی حضور میں اسی شکل سے اپنی درخواست پیش کرنی چاہیئے، جو اِنسان کو سعادت حاصل کرنے کے واسطے پورے

طور پر تیار کرتی ہے۔ وہ انکشافِ حقیقت کی غرض سے آگے بڑھتا ہے، اور آخر کار جلد معلوم کر لیتا ہے، کہ انسان کی یہ دعا قابلِ اجابت ہے، اور تمام قرآنِ مجید اسی کی قبولیت کی شہادت ہے۔ جس دشوار گزار راہ نے انسان کو حیران کر رکھا ہے قرآنِ مجید نے اسی کڑی منزل کو آسان کر دیا ہے۔ اس مقام پر کثیر التعداد آیات میں سے صرف چند درج کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ انسان کی اس آرزو کو اس رحمٰن معلّمِ قرآن نے کیوں کر پورا کیا ہے۔

(۲) وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	اور جس نے نگاہ رکھا اللہ (کی کلام) کو تو بے شک اس کو سیدھا راستہ بتایا گیا۔
۳/۹۶ پ ۴-۱۶-	
(۳) اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○	اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے عہد نہیں کیا۔ کہ شیطان کی عبادت نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرو یہہ صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) ہے۔
۳۶/۶۱ پ ۲۳-۳۶	
(۴) وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ○	اور (اے رسول) بے شک تو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے اس اللہ کی راہ کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے۔ آگاہ ہو جا کہ تمام کام اللہ ہی
۴۲/۵۲ پ ۲۵-۱۶-	

کی طرف پھر آئیں گے۔

آیت نمبر (۲) میں اجمالاً بیان ہوا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر لیا یعنی اُس کی کلام کو مدِ نظر رکھا اُس کو صراطِ مستقیم کی راہ نمائی ہو گئی۔

آیت نمبر (۳) میں تفصیلاً مرقوم ہے کہ شیطان دشمنِ انسان کی عبادت نہ کرنا اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اسی کا نام صراطِ مستقیم ہے۔

آیت نمبر (۴) میں مزید وضاحت کے ساتھ جنابِ خاتم النبیین کو ارشاد ہوا ہے، کہ صراطِ مستقیم وہی ہے جس کی طرف لوگوں کو آپ ہدایت کرتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کی حضور میں حاضر ہونے کی راہ ہے انسان کے دردِ دل کا علاج بتلا دینے اور مختلف طریقوں سے اِس کے ذہن نشین کرا دینے کے بعد اُس سے فائدہ اٹھانا بالکل اُس کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل:

(۵) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝

یونس پ ۱۱ - ع ۱۶

کہہ دے (اے رسول) بے شک تمہارے پاس الحق (قرآن مجید) تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے، پس جس نے ہدایت پالی اُس نے اپنے ہی فائدے کے لیے ہدایت پائی، اور جو گم راہ ہوا اُس نے اپنا ہی نقصان کیا، اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

(۶) وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ اور کہہ دے (اے رسول) کہ

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ○ الحق (قرآنِ مجید) تمہارے رب کی طرف سے ہے، پھر جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کرے۔
۲۹/۱۸ پ ۱۵-ع ۱۶-

(۶) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ ہم نے انسان کو سیدھی راہ کی ہدایت کر دی ہے، چاہے شکرگزار ہو اور چاہے ناشکرا ہو
۳/۷۶ پ ۲۹-ع ۱۹-

آیت نمبر (۵) میں صراحت سے بتلایا گیا ہے کہ قرآنِ مجید پر عمل کرنے میں انسان کا اپنا فائدہ ہے اور اس کو ترک کرنے سے اس کا اپنا نقصان ہے، اور قرآنِ مجید کا نوعِ انسان کے واسطے مفید دستور العمل ہونا ہی اس کی صداقت کی شہادت ہے۔

آیت نمبر (۶ و ۷) میں بیان ہوا ہے کہ صراطِ مستقیم بتلا دینے کے بعد یہ امر انسان کی آزاد مرضی پر چھوڑا گیا ہے کہ ایمان لا کر اس راہ نمائی کا شکرگزار ہو یا انکار کرکے کفرانِ نعمت کرے۔

اس سورت میں انسان کو دعا سے پہلے طریقِ حمد کی بھی تعلیم دی گئی ہے اور دعا کو حمد کے بعد اسی انداز میں ادا کرنے کا حکم قرآنِ مجید کی آیتِ ذیل سے پایا جاتا ہے۔

(۸) هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وہ (اللہ) زندہ ہے کوئی اور معبود نہیں مگر وہی، پس اسی کو پکارو خالص دین دار ہو کر (کیوں کہ) ہر ایک قسم کی
۶۵/۴۰ پ ۲۴-ع ۱۲

بڑائی اللہ کے واسطے ہے جو تمام جہان کا پالنے والا ہے۔
آیت کے الفاظ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" سے پوری سورۃ الحمد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جو ایک جامع دُعا کی حیثیت میں کتابُ اللہ کے ابتداء میں مرقوم ہے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے واسطے اِس سے بہتر کوئی دعا نہیں ہو سکتی۔

اصل مقصود آیت سے یہ ہے کہ انسان کو حقیقی سعادت اِس دُعا سے اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ اُس کے دِل سے غیر اللہ کی عظمت دُور ہو جائے اور وہ خالص دِل لے کر اللہ تعالیٰ کی حضور میں حاضر ہو کیوں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا معبود ہے اور اس کے سوائے سب فنا ہونے والے ہیں۔

قرآنِ مجید کی دوسری سورت کا پہلا خطبہ جس نے بت پرست مُلکِ عرب میں کھلبلی مچا دی، اور اہلِ عالم کو خوابِ غفلت سے جگا دیا حسبِ ذیل ہے۔

(۹) یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو، رب وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، اور آسمان سے پانی برسایا، پھر

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا — اُس سے تمہارے کھانے
تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ — کے واسطے پھل اُگا ہے،
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ — پس اللہ کے برابر کسی کو مت
۲/۱۹-۲۰ پ ۱ ع ۳ — بناؤ، اور یہ (سب باتیں) تم
جانتے ہو۔

اس عظیم الشّان خُطبہ میں بتلایا گیا ہے، کہ عبادت کے لائق وہی ربّ العالمین ہے جس نے

ا۔ تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔

ب۔ ساری زمین کو تمہارا قیام گاہ اور آسمان کو ڈیرہ بنایا۔

ج۔ بادلوں سے پانی برسا کر تمہارے لیے پیدا وار سے رزق مہیا کیا۔

ان قدرتی مشاہدات کے پیش کرنے کے بعد ارشاد ہوا ہے، کہ ان تمام حالات سے تم آگاہ ہو، اور انکار نہیں کر سکتے کہ ان عظیم الشّان طاقتوں کا مالک وہی قادرِ مطلق ہے۔ اسکے جلال کی واقعی عزت اسی میں ہے، کہ تم کسی کام میں اُس کا شریک نہ بناؤ۔

مشرکین کے لیے کوئی آواز اس سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز نہ تھی، کہ ان کو متفرق معبودوں سے پھیر کر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد کی طرف بلایا گیا۔ دیکھو آیتِ ذیل

(۱۰) وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ — اور ان لوگوں نے تعجب
مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ — کیا کہ ان کے پاس کوئی آگاہ
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ — کرنے والا انہیں میں سے
كَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ — آئے، اور کافروں نے کہہ دیا
اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا — کہ یہ جادوگر بڑا جھوٹ بولنے

لَشَیۡءٌ عُجَابٌ ○ والا ہے، اِس نے سب معبودوں کے مُقابلہ میں ایک معبود ۳۸/۵-۴ پ ۲۳ ع ۱۰-
قرار دے لیا ہے، بے شک یہ ایک عجیب بات ہے۔

قرآنِ مجید نے اِسی خطبہ کو اصلِ دِین قرار دیا، اور بتلا دیا کہ یہی صِراطِ مُستقیم ہے جس پر چل کر انسان کبھی گم راہ نہیں ہوتا۔ دیکھو آیاتِ ذیل۔

(۱۱) لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی لَا انۡفِصَامَ لَہَا وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ○ ۲/۲۵۷ پ ۳- ع ۲

دِین میں زبر دستی نہیں ہے، بلا شُبہ گم راہی سے ہدایت کھُلے طور پر ظاہر ہو گئی ہے پھر جو غیر اللہ کی عِبادت سے اِنکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے، تو بے شک اُس نے مضبوط ذریعہ پکڑا جس کے لیئے ٹوٹنا نہیں ہے، اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

(۱۲) وَ مَنۡ یُّسۡلِمۡ وَجۡہَہٗۤ اِلَی اللّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی وَ اِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ○ ۳۱/۲۱ پ ۲۱- ع ۱۲-

اور جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف جُھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے پھر بے شک اُس نے ایک مضبوط ذریعہ پکڑ لیا اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا انجام ہے۔

آیت نمبر (۹) میں خالِص ربُّ العالمین کی عبادت اور

شرک سے بچنے کا حکم تھا۔
آیت نمبر(۱۱) میں اوسی مفہوم کی تفسیر اس طرح پہ کیگئی ہے کہ غیر اللہ کی عبادت سے انکار اور ایمان باللہ کا اقرار ہی اصلِ دین ہے۔
آیت نمبر(۱۲) میں الفاظ "وَ هُوَ مُحْسِنٌ" کی ایزادی سے مفہومِ مذکورۂ بالا کو اور بھی واضح کر دیا گیا ہے، کہ اعتقادی امور کے ساتھ عملی زندگی کی بھی ضرورت ہے جو نیکی اور خلوص پر مبنی ہو۔
یہی اصلِ محکم ہے جس پر شجرِ اسلام قائم ہے اور اسی کے اکمال و اتمام کی عزت قرآنِ مجید کو عطا ہوئی۔ دیکھو آیتِ ذیل۔

(۱۳) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○	آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت کو تم پہ پورا کر دیا، اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔
۵/۵ پ ۶-۶-۵	

جس عظیم الشان خطبہ سے اس کتاب کی ابتدا ہوئی تھی اوسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہے۔ دیکھو سورۂ ذیل۔

(۱۴) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○	کہہ دے (اے رسول) وہ اللہ ایک ہے، تمام مخلوقات کا حاجت روا ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ خود جنا گیا ہے،
۱۱۲/۱-۴ پ ۳۰، ۶، ۳۷...	

نہ کوئی اور اُس کے شان کا ہے۔

اِس سُورت میں اُسی پہلے خطبہ کو ایک اور انداز میں بیان کیا گیا ہے، یعنی دُنیا میں جس ربُّ العالمین کی خالِص عبادت قائم کرنے کے واسطے مذہبِ اِسلام کا ظہور ہؤا ہے، وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، تمام عالم کا مرجع اور حاجت روا ہے، نہ اُس نے کِسی کو جَنا ہے، کہ اولاد کی حیثیّت میں اُس کا وارِث ہو، نہ وہ خود جنایا گیا ہے کہ موت اُس پَر وارِد ہو، نہ کوئی اُس کے شان کا ہے کہ اُس کی برابری کا دَم مار سکے۔

اِس اِبتدائی اور اِنتہائی اِتّحاد سے عَملی صُورت میں بتلا دیا گیا ہے کہ اِس کے مابَین جو اُمور ہیں، وہ اِسی شجرِ اِسلام کی سرسبز شاخیں اور اِسی کے خُوش نما برگ و بار ہیں۔

اِس کے بَعد قُرآنِ مجید میں دو سُورتیں ہیں جن پَر اِس کِتاب کا خاتمہ ہؤا ہے، اِن سُورتوں کے ذریعے سے یہ عملی سبق دیا گیا ہے، کہ قُرآنِ مجید کی قراءت کے بَعد اِنسان کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کا آرزو مند ہونا چاہیئے، اِس مقام پَر سب سے آخری سُورت کو درج کیا جاتا ہے۔ دیکھو سُورۂ ذیل۔

(۱۵) بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ (پڑھ) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ — کہہ دے (اے رسول) میں پناہ

مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ — پناہ چاہتا ہوں اِنسان کے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ — رب کی اِنسان کے مالک کی

الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ — اِنسان کے معبود کی اس شیطان کے

النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ — وسوسوں کی بُرائی سے جو جِن

۱۱۴/۶-۱ پ ۳۰- ۶ ۳۹- و انس میں سے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

اِس سُورت میں بتلایا گیا ہے، کہ انسان کی مخلصی اسی امر میں ہے، کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں لے آئے کیوں کہ

اوّل۔ وُہی تمام اِنسانوں کا حقیقتاً تربیت کرنے والا ہے، مالک ہے، معبُود ہے۔

دوم۔ اُسی کی پناہ میں رہنے سے انسان شریروں کے وسوسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ربّ العالمین کی پناہ میں آنے سے مقصُود یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے مُعاملات میں اُسی کی پاک کتاب کے زیر سایہ رہے اور اُسی کے فیصلہ کو بہ طیبِ خاطر تسلیم کرے۔ زمانِ نزولِ قُرآنِ مجید میں حاسِد اور شریر جماعتوں نے خلافِ واقع روایات کے ذریعے سے جو وسوسے پیدا کر دیئے تھے، یا ایسے لوگ آیندہ جو اوہام پیدا کریں، اُن کے بُرے نتائج سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے، کہ انسان اپنے آپ کو کلامِ ربّ النّاس (قرآنِ مجید) کی پناہ میں کرلے۔

اِس سُورت کا قُرآنِ مجید کے خاتمہ پر ہونا ایسا ہی ضرُوری تھا جیسا سُورۂ اَلحَمدُ کا اس کے ابتدا میں ہونا اِس ترتیب کی تائید آیتِ ذیل سے ہوتی ہے۔

(۱۹) فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ ۱۶/۱۳ پ ۱۴ ۶ ۱۹ — پھر جب تو قرآن پڑھ چکے تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے شیطانِ مردُود سے۔

اِس آیت کے ترجمہ میں فَاِذَا قَرَءْتَ الْقُرْاٰنَ کے معنے یہ کیئے گئے ہیں: "پھر جب تو قرآن پڑھ چکے" اِس معنٰی کی تائید قرآنِ مجید کی بے شمار آیات سے ہوتی ہے جہاں صیغۂ ماضی پر اِذَا کا اِستعمال ہوا ہے۔

اِس مقام پر صرف وہ آیتیں بطور مثال کے درج کیجاتی ہیں جو بلحاظِ ترتیبِ الفاظ۔ صیغۂ خطاب اور نحوی ترکیب کے اِس آیت کے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

(۱۷) وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ ۳/۱۵۹ پ ۴ ع ۶ — اور تو اُن سے کام میں مشورہ کر، پھر جب تو پختہ اِرادہ کرلے تو اللہ پر توکّل کر، بے شک اللہ توکّل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۱۸) وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۶/۶۸ پ ۷ ع ۱۳ — اور جب تو اُن لوگوں کو دیکھ لے جو ہماری آیتوں میں خوض (خلط مبحث) کرتے ہیں تو اُن سے مُنہ پھیرلے یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور بات میں خوض کرنے لگ جائیں۔

(۱۹) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ۲۳/۲۹ پ ۱۸ ع ۲ — پس جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر برقرار ہو چکیں پھر کہہ سب قسم کی بڑائی اُسی اللہ کے واسطے ہے جس نے ہم کو ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

(۲۰) فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ پھر جب تو فارغ ہو جائے
وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ○ تو قائم ہو جا اور اپنے رب
۹۴ پ ۳۰ - ۶ - ۱۹ کی طرف رجوع کر۔

آیت نمبر (۱۷) میں الفاظ یہ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ مرقوم ہیں جن میں اہل الرائے سے مشورہ کرنے کا حکم ہے، اس کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ جب تو پختہ ارادہ کر چکے تو اللہ پر بھروسہ کر بے شک اللہ ایسا بھروسہ رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اگر کسی ارادہ پر قیام اور استحکام نہیں تو توکّل کا حکم بیکار ہو جائے گا۔

آیت نمبر (۱۸) میں ہے کہ جب تو اُن لوگوں کو دیکھ لے (یا دیکھ چکے) جو ہماری آیات میں خوض کرتے ہیں، یعنی اصلی مفہوم کو خلط ملط کر دیتے ہیں تو اُن سے منہ پھیر لے، یہاں تک کہ وہ اس کے سوا اور باتوں میں خوض کرنے لگیں۔ ایسے لوگوں سے اعراض کا جو حکم ہے وہ رویت سے پہلے عائد نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر (۱۹) میں جناب نوح سلام علیہ کو حکم ہوتا ہے کہ جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر برقرار ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کر جس نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔ اس اداے شکر کی تعمیل اُس وقت تک ہو نہیں سکتی کہ تمام جماعت کشتی پر سوار ہو کر ظالموں کی زد سے نکل جائے۔

آیت نمبر (۲۰) میں ہے کہ جب تو اشغال سے فارغ ہو چکے تو استقلال سے قائم ہو کر اپنے رب کی طرف رجوع کر۔

ان تمام آیات کے مسلمہ طور پر یہی معنے لیئے جاتے

ہیں جو اوپر مرقوم ہیں کیوں کہ سوا اِن معانی کے دوسرے معانی جن سے اُس فعل کا اِرادہ مقصود ہو جس پر اِذا واقع ہُوا ہے کبھی راست نہیں آتے۔

آیاتِ مذکورۂ بالا کے آخر میں چونکہ شرطیہ احکام درج ہیں اِس واسطے شرائط مندرجہ آیات کا عمل بھی بزبانِ حال یا استقبال ہوگا۔

علاوہ اِن آیات کے واقعاتِ ذیل بھی اِنھیں معنوں کے مؤید ہیں۔

اوّل۔ نظم و ترتیبِ قرآنِ مجید میں جو یقیناً مِن جانبِ اللہ ہے اِس حکم کے طریقِ عمل کا عملی سبق معوّذتین سے ملتا ہے جو قرآنِ مجید کے خاتمہ پر ہیں۔

دوم۔ اگر اِس حکم کی تعمیل قرآنِ مجید کی قراءت شروع کرنے سے پہلے ضروری ہوتی تو لازم تھا کہ ترتیبِ قرآنِ مجید میں یہ سورتیں ابتدا میں مرقوم ہوتیں یا کوئی اور الفاظ ہوتے جن سے اِس حکم کی تعمیل اسی طرح ہو جاتی جیسے اِن دونو سورتوں کے اخیر میں رکھنے سے ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

سوم۔ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں صیغۂ ماضی پر اِذا کا استعمال ہُوا ہے وہاں مصدری معنے کا ارادہ کرنا مقصود نہیں ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ

وَ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

۳۷

۱۸۰-۱۸۲

التماسِ مؤلف

(۱) جو صاحب اپنا قیمتی وقت اِس کتاب کے مُطالعہ میں صرف فرمائیں اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ جو رائے انہوں نے اِس کتاب کی نِسبت قایم کی ہو اُس سے مؤلف کو مطلع فرمائیں۔

(۲) جو صاحِب بلحاظِ مذہبی خدمت کے اِس کے مضامین کی نسبت کچھ مزید روشنی ڈالنا پسند فرمائیں یا کچھ اِصلاح کریں اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنی راے کی تائید میں کسی آیت قرآنی کا حوالہ بھی تحریر فرمائیں تاکہ طبع ثانی میں اسکا لحاظ رکھا جائے

(۳) ہر ایک تحریر جو آئے اُس میں براہِ شفقت امورِ ذیل کا لحاظ رکھا جائے۔

ا- تحریر خوش خط ہو۔

ب- راقم کا نام عہدہ یا کاروبار کا پتہ مفصل درج ہو۔

ج- راقم کے مقام کا مفصل پتہ درج ہو۔

المُلتمس

خاکسار عطاء اللہ

وکیل گجرات پنجاب

فہرستِ مضامینِ کتاب

صفحہ — مضمون

۱ — تمہید

مذہبِ اسلام کا ظہور اور قرآنِ مجید کی اشاعت

۱۹ — فصلِ اوّل

کلماتِ وحی کا بصورتِ کتاب مرتّب کرنا انبیاء کی سنّت قدیمہ تھی

۲۶ — فصلِ دوم

قرآنِ مجید کے نزول کے وقت کاغذ کا استعمال ہوتا تھا اور سلسلۂ کتابت جاری تھا

۳۰ — فصلِ سوم

قرآنِ مجید نے فنِّ کتابت کی اصلی عظمت بحال رکھی اور مذہبی تحریرات کی قدر و منزلت کی حد قائم کی

۳۹ — فصلِ چہارم

قرآنِ مجید کی وحی کو بصورتِ کتاب دیکھنے کے متعلق قوم کی متفقہ خواہش تھی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

۴۵ — فصلِ پنجم

وحی کی کتابت ایک جماعتِ صالحہ کے اہتمام میں تھی۔

۵۱ — فصلِ ششم

کلماتِ وحی نزول کے بعد سب سے پہلے قرآنِ مجید میں لکھے جاتے تھے۔

۵۵ — فصلِ ہفتم

قرآنِ مجید کی ترتیب وحی سے ہوئی۔